نعتوں۔ منقبتوں اور
غزلوں کا مجموعہ

غنچۂ شکوری



مؤلفہ۔ سید شہاب الدین قادری چشتی ابو العلائی
جہانگیری شکوری المتخلص سہیل زیبائی

تعارف

— از اعجاز احمد شاہ شکوری جہانگیری قادری

"غنچۂ شکوری" کے مصنف برادر مکرم سیّد شہاب الدین سہیل شکوری قادری میرے دیرینہ محکمہ کے ساتھی ہی نہیں بلکہ میرے واجب الاحترام پیر بھائی بھی ہیں۔ آپ خانوادہ سادات کے ایک بزرگ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، نہایت صاف گو، سادہ اور منکسر المزاج ہیں، زندگی کے شب و روز گذر رہے تھے کہ رحمت خداوندی نے تلاشِ حق کی رہنمائی فرمائی اور جذبۂ سرمدی بیدار ہوا۔ بالآخر حضرت مرشدی مولائی تاج الادبا سیّدنا و مولانا الشاہ محمد عبد الشکور قادری، چشتی، ابو العلائی، منعمی، جہانگیری قدس سرہ السامی کے دستِ حق پر ۱۹۵۲ء میں شرف بیعت حاصل کی، علم و ادب اور شعر گوئی سے کسی قدر لگاؤ تھا۔ چونکہ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کا مذاق سخن بے پایاں تھا اور سلسلہ عالیہ میں منقبت اور نعت گوئی کا بڑا ذوق تھا۔ حضرت قبلہ کے اشارہ پر آپ کی میلانِ طبع اس طرف ہو گئی اور حضرت ممدوح کے تصرف کا کرشمہ کہئے کہ مصنف موصوف میں جذبۂ عشق و محبت بیحد پیدا ہو گیا اور آپ نے ان کے اظہار کا ذریعہ شعر گوئی سے شروع کیا۔ حسب ارشاد گرامی حضرت قبلہ قدس سرہ آپ نے شیخ الکلام حکیم سید صغیر حسن زیبا ناروی سے اصلاح لینی شروع کی، چونکہ فطری جذبہ بدرجہ اتم موجود تھا آپ نے جلد کمال حاصل کر لیا۔ اور یہ مجموعہ کلام (نعت، منقبت اور غزل) منصۂ شہود میں آیا۔

(بقیہ آخر اندر کے صفحہ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
انّ من الشعر لحکمۃ" وانّ من البیان لسحراً

مخبران دیار عالم عشق
این خبر میدہند در آفاق
کہ بچشمان دل مبین جز دوست
ہر چہ بینی بدان کہ مظہر اوست

(مامقیمان)

غنچۂ شکوری

دلکش روح پرور ایمان افروز نعتوں
منقبتوں اور غزلوں کا مجموعہ

بندۂ بندگان مسنانیم
خادم خادمان شماییم
(مامقیمان)

مصنفہ:
سید شہاب الدین قادری چشتی ابوالعلائی منعمی جہانگیری
شکوری (المتخلص سہیل زیبائی)

بلغ العلےٰ بکمالہٖ ۔ کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ صلو علیہ و آلہٖ

مصنف ۔ سید شہاب الدین سہیل شکوری قادری
ناشر :۔ الحاج رشید احمد قریشی رؤفی شکوری قادری
کتابت :۔ مفتی اویس خان کاتب راولپنڈی اسلام آباد
طباعت :۔ ملٹری پریس صدر سٹی روڈ راولپنڈی
صفحات :۔ ۱۲۸ علاوہ ٹائیٹل
تعداد ۔ ایک ہزار (۱۰۰۰)
ایڈیشن = پہلی مرتبہ ۔ نومبر ۱۹۸۲ء

ملنے کا پتہ

سید شہاب الدین شکوری S-3/75 سعود آباد کراچی
الحاج رشید احمد قریشی ۵۰۲ سیکٹر G-8/1 اسلام آباد
صوفی محمد عظیم ۔ کاریگر واہ فیکٹری

اعجاز احمد شاہ شکوری قادری C-216/J
آریہ محلہ راولپنڈی

قیمت ۔ تین روپے

تبرکات

از کلام

امین العارفین حضرت شاہ محمد عبدالرؤف نیر نور اللہ مرقدہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ شکوریہ
بستی جیون ہانہ گارڈن ٹاؤن لاہور

معذرت

میری لغزشیں درگذر کیجئے گا
توجہ کی مجھ پہ نظر کیجئے گا

جو نادانیاں مجھ سے سرزد ہوئی ہوں
براہِ کرم درگذر کیجئے گا

سہیلی (زیبائی)

نعت

اے ماہِ عرب اے ختمِ رسلؐ اک جلوہ تمہارا کافی ہے
مشتاقِ تجلی کے حق میں اتنا ہی نظارہ کافی ہے

اتنا جو سہارا مل جائے اتنا ہی سہارا کافی ہے
حضرت کی نگاہِ کامل کا ہلکا سا اشارا کافی ہے

ہونے کو ہزاروں جلوے ہیں کونین کی محفل میں لیکن
مجنونِ تجلی کو آں رے بس اُن کا نظارا کافی ہے

اس در کی نوازش کے صدقے اس در کی گدائی ہے شاہی
ہم کو تو فقط اے ختمِ رسلؐ یہ در ہی تمہارا کافی ہے

دربارِ سخی میں حاضر ہوں مجھ پہ بھی کرم ہو جائے گا
تھوڑی سی توجہ بھی ہے بہت ادنیٰ سا اشارا کافی ہے

اس چشمِ عطا کے میں قرباں اک دردِ مکمل بخش دیا
دنیائے طلب میں یہ نیّر جینے کا سہارا کافی ہے

غزل

تکتے ہیں یہ حیرت سے مہ و مہر آسماں سے
جبیں مری کا ہے زینت تری خاکِ آستاں سے

نگاہ ہے مجھے بھی ترے سنگِ آستاں سے
نہ اٹھاؤ نگا کبھی سر نہ اٹھوں گا میں یہاں سے

مری آرزو میں جینا تری جستجو میں رہنا
مرا مشغلہ یہی ہے مجھے کیا غرض جہاں سے

تمہارے در کا جو گدا ہوا اُسے خوفِ حشر کیا ہو
جو غلام آستاں ہوا اسے کیا خطر جہاں سے

کہیں اور کیوں وہ جائے کہیں وقت کیوں گنوائے
جسے تکیہ آپ پر ہو اسے کیا غرض جہاں سے

نہ ہے محفلِ شکوہ گری یہ عطا یہ لطفِ پیہم
بخدا ملا ہے جو کچھ وہ ملا مجھے یہاں سے

اسی آستاں کا صدقہ مری زندگی ہے نیّر
مجھے فیض مل رہا ہے اسی سنگِ آستاں سے

غزل

مجھے بیخودی نہ کیوں ہو دمِ سجدہ آستاں پر
ترا حسن ہے نظر میں ترا نام ہے زباں پر

مجھے وقتِ زندگی نے یہ سبق پڑھا دیا ہے
مرا سر جھکا رہے گا ترے سنگِ آستاں پر

یہ ہزار ادب ہے لازم اسی رخ پہ سجدہ کرنا
وہیں کعبہ ہے نظر تمہیں دیکھ لیں جہاں پر

تمہیں کس لئے نہ چاہوں تمہیں کس لئے بھلا دوں
تری آرزو ہے دل میں ترا تذکرہ زباں پر

یہ نگاہِ لطف دیکھو کہ عتاب کی نظر ہے
تمہیں اختیارِ کل ہے مرے قلبِ ناتواں پر

یہ کمال مجھ میں نیّر کبھی عمر بھر نہ ہوتا
مجھے اک نگاہ ان کی اڑا لے گئی آسماں پر

یہ نگاہِ لطف ساقی مئے حق نما پلا دے
مری روح کو جگا دے مرے دل کو جگمگا دے

نہیں کچھ بھی ان کی نسبت کہ ہے درد دل پہ قسمت
جسے یہ لگن عطا ہو جسے یہ تڑپ خدا دے

مرے مالکِ دل و جاں نہیں اور کوئی ارماں
مجھے بخش کر غمِ دل مری زندگی بنا دے

عجب اک نظر ہے اُن کی ہے اس میں طرفہ شوخی
جسے چاہے وہ رلا دے جسے چاہے ہنسا دے

نہ خودی کا ہے نمایاں نہ ہوں بیخودی کے ساماں
مجھے یوں پلا دے ساقی مجھے اس قدر چھکا دے

وہی اس کی زندگی ہے وہی اس کی بندگی ہے
تجھے یاد کرنے والا تری یاد کیوں بھلا دے

وہ جہانِ سرمدی کا نظر آئے اک سراپا
جو تمہارا نام لے کر کوئی اپنے کو مٹا دے

جو حجاب میں ہے باقی جو چھپی ہوئی ہے ساقی
مری چشمِ آرزو کو وہ تجلیاں دکھا دے

بخدا جہاں میں تیرے نہیں منحصر کسی پہ
جسے وہ نگاہ چاہے اسے چرخ پر اڑا دے

منقبت

میری قسمت جلوۂ دیدارِ تاج الاولیاء
میرا حصہ خدمتِ دربارِ تاج الاولیاء

دونوں عالم کی تجلی دیکھتا رہتا ہوں میں
دولتِ دارین ہے دیدارِ تاج الاولیاء

اضطراب دل کی قیمت مرے دل سے پوچھئے
تڑپ میں ہے نہاں آزارِ تاج الاولیاء

دولتِ عرفانِ حق سے آگئی جھولی بھری
آگیا جو بر سرِ دربارِ تاج الاولیاء

کب جہاں دنیا میں حق بیں نگاہیں چھپے
حق کا حق آشنا اسرارِ تاج الاولیاء

غلغلہ عالم میں ہر سو ہے زبانِ خلق پر
گفتگوئے لذتِ گفتارِ تاج الاولیاء

کر گیا بیڑا اس دنیا میں کا اصول نصیب
ایک فیض جذبۂ بیدار تاج الاولیاءؒ

دونوں عالم میں بصارت اُکو حاصل ہو گئی
جسکی نظریں ہو گئیں بیدار تاج الاولیاءؒ

چرخ کی گردش مبارک چرخ پر خورشید تو
عرش ہے نیرؔ مجھے دربار تاج الاولیاءؒ

جسے تیرے کوچے کی خدمت ملی ہے
اُسے نعمتِ باغ جنت ملی ہے

مجھے جب سے تم نے بنایا ہے اپنا
مرے دل کو ہر غم سے فرصت ملی ہے

بنا دیگی محشر میں بگڑی ہماری
تمہاری جو ہم کو یہ نسبت ملی ہے

نہ اٹھے گا سر ان کی چوکھٹ سے میرا
بڑی مشکلوں سے یہ نعمت ملی ہے

رضاؒ کا کرم ہے بہ لطف شکوریؒ
یہ دولت انہیں کی بدولت ملی ہے

ترے سنگ در پر ہے قربان ہر دم
بہت خوب نیرؔ کو قسمت ملی ہے

نعت

سب سے ہے عیاں جلوۂ عرفان محمدؐ
کیا کوئی کرے وصف غلامانِ محمدؐ

دنیا کی نہ حسرت ہے نہ جنت کی تمنا
بس محو محمدؐ ہیں غلامانِ محمدؐ

یہ داورِ محشر کا ہے اعلان سراسر
بخشوں گا انہیں جو ہیں غلامانِ محمدؐ

تھے تخت نشیں بھی یہ محافظ بنی کے
گدا ہیں یہاں ایسے غلامانِ محمدؐ

یہ حکم ہے رکے نہ انہیں خلد کا درباں
اس باغ کے مالک ہیں غلامانِ محمدؐ

ذرے کو بنا دیتے ہیں خورشید وہ نیرؔ
دیکھے تو کوئی فیض غلامانِ محمدؐ

غزل

تیرے در پہ سجدے کیے جا رہا ہوں
مقدر سے میں یوں جیے جا رہا ہوں
نگاہوں سے ساقی کی دن رات میں بھی
شراب حقیقت پیے جا رہا ہوں
[illegible] ہے جانِ تصور
[illegible] توجہ کیے جا رہا ہوں
[illegible] محبت کا مجرم ہوں میں بھی
یہ بخشش کا ساماں کیے جا رہا ہوں
تمہارا ہوں کیا خوف محشر کا مجھکو
یہ اک خاص نسبت لیے جا رہا ہوں
نہ جانے یہ کہتا کوئی آج ساقی
کہ محفل سے میں بے پیے جا رہا ہوں

نوازیں گے مجھکو کرم سے وہ نیر
اسی امید پہ میں جیے جا رہا ہوں

غزل

ہر طرف حسنِ شکوری تا بہ امکاں دیکھئے
دیکھئے موجوں پہ موجِ بحرِ عرفاں دیکھئے

سامنے ہے آج اُن وہ رخِ تاباں دیکھئے
ہو گئے ہیں دیدۂ دل جلوہ ساماں دیکھئے

یہ جہانگیری تجلی اور فیضانِ رضا
بوالعلائی رنگ ہے کیا کیا نمایاں دیکھئے

اک نگاہِ خاص اُن کی بن گئی دریائے نور
موجزن ہے میرے دل میں حسنِ عرفاں دیکھئے

دل کے داغوں کو درخشاں کر گیا اُن کا جمال
میرے اس چھوٹے سے گھر میں یہ چراغاں دیکھئے

اُن کا فیضِ تبسم نے کھلائے دل کے غنچے
بن گئی موجِ سکوں ہر موجِ طوفاں دیکھئے

جب سے ہے میری جبیں اُس آستاں کی سجدہ ریز
مل گئی مجھ کو بھی تقدیرِ سلیماں دیکھئے

اے شہِ حسنِ کرم مجھ پر عنایت کیا نہیں
دل کے آئینہ میں وہ رہتے ہیں جہاں دیکھئے

جلوہ اُن ہی سے تجلی اُسے تابندگی
نیّر ناچیز پر یہ اُن کا احسان دیکھئے

منقبت

جو کچھ ہے جیتے جی ہے دیارِ شکور رح میں
مری تو زندگی ہے دیارِ شکور رح میں

وہ پا گیا ہے منزلِ اسرار کا پتہ
جس دل کو بیخودی ہے دیارِ شکور رح میں

ہر ذرہ تابناک ہے رحمت کے نور سے
جلوؤں کی چاندنی ہے دیارِ شکور رح میں

تعبیر کرتے ہیں جسے خفتہ نام سے
دیکھو فضا وہی ہے دیار اشکور میں
نیر کی زندگی سے تو یہ بات پوچھئے
نیر کی زندگی ہے دیار شکور میں

غزل

بچھڑ رہا تھا مارا مارا اس کو بھولوں کس طرح
پا گیا ہوں در تمہارا اس کو بھولوں کس طرح

میرے بابا میرے ماوی میرے آقا ہیں یہی
مجھ کو بخشا ہے سہارا اس کو بھولوں کس طرح

آج دنیا میں در شاہ رضا ہے بالیقیں
بے سہاروں کا سہارا اسکو بھولوں کس طرح

اٹھ کے جاؤں آپ کے در سے کہاں میں بے نوا
ہے اسی در پہ گزارا اسکو بھولوں کس طرح

اللہ اللہ اک نگاہ فیض کا حسن کرم
مری ہستی کو نکھارا اسکو بھولوں کس طرح

در پہ شاہ رضا ہوں بر در شاہ شکور
مل گیا نیر سہارا اس کو بھولوں کس طرح

مشتاقِ شکوہ رحم ہو مئے عرفاں تمہیں تو ہو
تسکینِ چشم و قلب کا ساماں تمہیں تو ہو

آنکھوں کا چین دل کی تمنا تمہیں تو ہو
نازاں ہے جس سے زیست وہ ساماں تمہیں تو ہو

عاصی ہوں پر خطا ہوں مگر میں تمہارا ہوں
مقبولِ چشمِ رحمتِ یزداں تمہیں تو ہو

جھکتی ہیں سرکشوں کی جہاں آ کر گردنیں
وہ قطبِ وقت خواجۂ دوراں تمہیں تو ہو

تنویر کو ہو تمہیں پہ بھروسہ نہ کس لئے
اس عاجز و غریب کے پرساں تمہیں تو ہو

غزل

یہاں لوں انجمن میں ان سے دل کی آرزو ہوگی
نگاہیں با ادب ہونگی لبوں پہ گفتگو ہوگی

حرم ہو دیر ہو کوئی جگہ ہو ہم کہیں بھی ہوں
تمہاری آرزو ہوگی تمہاری آرزو ہوگی

اسی کی خاک سے چھلکیگا رنگِ جامِ عرفاں
فنا جو تجھ پہ ہونگے انہی میں تیری بو ہوگی

ہمیں وابستگی حاصل ہے اس محبوب کامل سے
ہماری ناامیدی بھی کمالِ آرزو ہوگی

مناسب ہے کہ تم پردہ الٹ دو رخ سے ورنہ
سر محشر تجلی توہین نگاہ جستجو ہوگی
جسے تیری نظر کی بجلیاں ہنس کر جلا دیں گی
اسی آئینہ دل کو میسر آبرو ہوگی
جھلک دیں گے نقاب رخ جو وہ آ کر گلستاں میں
فنا ہو جائیگی شبنم صبا بے آبرو ہوگی
حقیقت غنچہ و گل کی وہ کیا سمجھے گا اے نیر
نظر جس کی گلستاں میں فدائے رنگ و بو ہوگی

تبرکات

غوث الاعظم بمن بے سروساماں مددے
قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے
حیدریم قلندریم مستیم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستیم
پیشوائے تمام رندانم
کہ سگ کوئے شیر یزدانم
شاہ ہست حسینؑ و بادشاہ ہست حسینؑ
دیں ہست حسینؑ دیں پناہ ہست حسینؑ
سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لاالہ ہست حسینؑ
اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آذری
ہر چند وصفت میکنم لیکن ازاں بالاتری
آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری
خسرو غریب است وگدا افتادہ در کوئے شما
باشد کہ از بہر خدا سوئے غریباں بنگری
بخوبی ہمچو مہ تابندہ باشی
بملک دلبری پائندہ باشی

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

نذرانہ عقیدت

یہ مختصر کتابچہ دراصل ایک ایسا گلدستہ عقیدت ہے جو کسی چشم کیمیا صدقعت کی توجہات و تصرفات کا مرہون منت ہے۔ اس میں رنگا رنگ گلہائے افکار سجائے گئے ہیں جسے دیکھ کر سن کر پڑھ کر ان ادب و تصوف کی مجلسوں اور صحبتوں کے رنگین و پراسرار مناظر آنکھوں کے سامنے آن واحد میں آجاتے ہیں جس سے قلب و نظر پر کیف و سرور اور وجد و حال کی بارش ہونے لگتی ہے۔ روح کو سکون حاصل ہوتا ہے۔ ایمان میں تازگی آجاتی ہے۔ دل عقیدت اور محبت کی پختگی سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ ذہن میں ایک ایسی حق آشنا برقی لہر دوڑ جاتی ہے جو دیر تک کے لئے ایک سنہری اور پرسکون دنیا میں گم کر دیتی ہے۔

"تاج الاولیا" حضرت مرشدنا آقائی الشاہ مولانا محمد عبدالشکور قادری چشتی، ابوالعلائی، منعمی جہانگیری قدس سرہٗ السامی کے فیوض و برکات کی بدولت ہی مجھے اس گلدستۂ معرفت کی ترتیب و تدوین کا حوصلہ ہوا۔ اسی لئے میں نے انھیں کے اسم گرامی کی نسبت سے گلدستہ کا نام "غنچۂ شکوری" رکھ کر بصد خلوص و عقیدت قبلۂ عالم مرشدی حضرت نور اللہ مرقدہٗ کے نام سے ہی معنون کرتا ہوں۔

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

سہ

آپ کی محفل سے وابستہ ہیں دل کی دھڑکنیں
آپ کی محفل سے اٹھ کر اب کہاں جائیں گے ہم

بندۂ درگاہ -

سید شہاب الدین سہیل قادری چشتی شاذری

بقیہ تبرکات

جہاں سوزی اگر در غمزہ آئی — شکر ریزی اگر در خندہ باشی
کہ درویش را کشتی بہ غمزہ — کرم کردی الٰہی زندہ باشی
ز قید دو جہاں آزاد باشم — اگر تو ہمنشین بندہ باشی
بہ تندی و شوخی ہمچو خسرو — ہزاراں خانماں برکندہ باشی
اے دل بگیر دامن سلطان اولیا — یعنی حسین ابو علی جان اولیاء
بہ دست قبیلہ دل برفت تا اندر آئی — کہ دستش اولیا اندر حقیقت دستگیر آئی
نیاز [illegible] سرور پاک [illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]
پھر زمانے [illegible] — [illegible]
کسی [illegible] خوش نمائی کسی [illegible] — [illegible]

فلک پہ [illegible] مہر و ماہ روشن [illegible]

مگر یہ [illegible] ادا سے [illegible]

(از سیرت [illegible])

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہٖ و اصحابہٖ و ازواجہٖ و ذریاتہٖ اجمعین

اما بعد گذارش ہے کہ یہ مختصر سا گلدستہ "غنچۂ مشکوری" جو پیشِ ناظرین ہے ایک دلکش روح پرور اور ایمان افروز منتخب نعتوں، منقبتوں پر تصوف غزلوں اور مختلف اشعار کا مجموعہ ہے۔ مجھے نہ تو سخن گوئی کا دعویٰ ہے نہ میں کوئی مشاق ادیب ہوں۔ یہ تو کسی کی نگاہِ فیض بار اور کیمیا صفت توجہات کا کرشمہ ہے جو مجھ جیسے بے بضاعت کو ایسے بیش قیمت خزانوں اور انمول جواہر پاروں کے فراہم کر لینے کی توفیق بخشی چلی گئی۔ سچ ہے کہ۔

آنکھ ان سے کیا لڑی مری، دنیا بدل گئی

نہ ادیب ہوں نہ طبیب ہوں نہ سخنوروں میں شمار ہوں
مری کائناتِ حیات کیا، فقط ایک مشتِ غبار ہوں

(سہیل)

یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ ہر وہ کام جس سے اللہ اور اللہ کے

رسولؐ کا تقرب۔ اور خوشنودی حاصل ہو بلاشبہ مستحسن اور ضروری ہے، اسی طرح ہر وہ کام جو اللہ اور اللہ کے رسولؐ سے دوری اور ناراضگی کا سبب بنے بیشک وہ غیر مستحسن اور غیر ضروری ہے جس سے اجتناب لازم ہے۔ اسلام میں اور تمام کاموں کی طرح شاعری کے لئے بھی حدود اربعہ مقرر ہیں۔ ایسی شاعری جو حکمت پر مبنی ہو اور شریعت کے دائرہ سے باہر نہ ہو، باعث رحمت ہے۔ یہ ایک لطیف فن ہے جس کا روح سے براہ راست تعلق ہے۔ اس کا فعل زود اثر اور دیرپا ہوتا ہے۔ اگر شعر میں پاکیزہ خیالات ہوں تو روح میں پاکیزگی اور لطافت پیدا کرتے ہیں جس طرح ایک مومن کے دل کی وسعت بے پایاں ہے اسی طرح شعر کی جامعیت، طول و طویل خیالات اور کسی امر کے معنی و مفہوم کو مختصر سے مختصر الفاظ میں سمونے اور سمجھنے سمجھانے کی بے انتہا صلاحیت رکھتی ہے،

مندرجہ بالا جامعیت و صلاحیت کے پیش نظر اکثر و بیشتر اولیاء اللہ نے صنف شعر و ادب کو شہرت اور دنیا حاصل کرنے کی غرض سے نہیں بلکہ اللہ کا تقرب حاصل کرنے اور راہ حق میں بندگان خدا کی رہبری کے پیش نظر اشعار میں بھی معرفت الٰہی کے رموز و اسرار کی جانب متوجہ کرنے کے لئے زود اثر دل نشین اور لطیف پیرایہ بیان فرمایا ہے۔ معرفت الٰہی کی راہ میں مطلوب و مقصود حاصل کرنے کے لئے بے شمار طریقے رائج ہیں۔ ان میں ایک طریقہ صنف شعر و ادب کا بھی ہے جس کو

اہل اللہ نے اختیار فرمایا۔ شعر و شاعری بے شک مقصد نہیں بلکہ عرفانِ الٰہی کی راہ میں یہ بھی زود اثر طریقہ ہے جو روح کو اور دل کے لئے نشتر کا کام دیتا ہے۔

اکثر پیرانِ سلسلہ کے اعراس طیبہ کے مواقع پر معمولِ محافلِ ذکر و فکر، تعلیماتِ عشق و محبت کے علاوہ محافلِ شعر و ادب بھی منعقد ہوا کرتی ہیں اور صاحب عرس رحمتہ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی سے متعلق منقبت کی نشست بھی ترتیب دی جاتی ہے۔

دورِ ایسا کوئی دور نہیں آتا کہ صنفِ شعر و ادب اہل اللہ کی توجہات سے محروم رہ۔ تبلیغِ دین کے سلسلے میں جہاں اہل تصوف نے اور بہت سے طریقے اختیار فرمائے ہیں وہاں شعر و ادب سے بھی کام لیا ہے۔ صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذاتِ گرامی نہیں، سیدنا محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے منظوم اقوال ہی نہیں حضرت شبلیؒ، حضرت عطارؒ اور حضرت مولانا رومؒ ہی نہیں حضرت مولانا نظامی گنجوی، حضرت شیخ سعدیؒ شیرازی، حافظؒ، حضرت جامیؒ، سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین سنجری اجمیری علیہ الرحمتہ، حضرت سید علی ہجویری (المعروف داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ)، حضرت بو علی قلندرؒ، حضرت سلطان نظام الدین اولیا رحمتہ اللہ علیہ، حضرت خواجہ قطب الدینؒ، حضرت بابا فرید

شکر گنج رح حضرت امیر خسرو رح کے علاوہ اور بھی بے شمار اہل اللہ اور بزرگان دین کے جامع کلام مختلف زبانوں میں زبان زد خاص و عام ہو کر مذکورہ الصدر دعوے کی ناقابلِ تردید دلیل ہے۔

(گلبن رضا مرتبہ زیبا ناروی)

موجودہ دور میں اردو زبان عالمگیر بن چکی ہے، جہاں اور دیگر ادارے اردو شعر و ادب کے حامی و معاون ہیں اردو شعر و ادب پر اہل اللہ کی توجہات بھی بروئے کار رہیں۔

چنانچہ مندرجہ بالا مقاصد کے پیشِ نظر تاج الاولیاء حضرت سیدنا شاہ محمد عبدالشکور قدس سرہٗ نے بطریقہ شعر شاعری کو بھی اختیار فرمایا۔ اس کی سرپرستی کی اور عوام و خواص کی روحانی ترقی کے لئے اس کو بروئے کار لائے ایک روز ماہ نومبر ۱۹۵۵ء میں جب حضرت قبلہ پیر و مرشد قدس سرہٗ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا تو دورانِ گفتگو میں مسکراتے اور اپنے ایک پیر بھائی حضرت جوہر قدس سرہٗ کی شاعری کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ہم کو بھی کبھی شعر گوئی کا شوق تھا۔ اس کے بعد فرمایا کہ شاعری بہت تردد ہے۔ حضرت نے اپنے اور اپنے پیر بھائی کے چند اشعار بھی مسکراتے ہوئے سنائے (ان میں) جو مجھے یاد تھے اور میں نے نوٹ کر لئے تھے بطور تبرک درج ذیل ہیں:

خوشبو لفافہ پر ہے عریضہ نیاز کے
بدلے ٹکٹ کے آنکھ کی پتلی لگی ہوئی

ممکن نہیں کہ آگ لگے اور دھواں نہ ہو

جو ہر کا ہے کلام بڑا مشاعروں میں آج
عبدالشکور حیف ہے گر قدرداں نہ ہو

کبھی کبھی میں فیض بار نگاہوں کے طفیل منقبت یا نعتیہ کلام لکھ کر حضرت کی خدمت میں ہدیہ نذرانہ پیش کرنے کی غرض سے جیب میں رکھ لیا کرتا لیکن سنانے کی ہمت نہ ہوتی۔ حضور خود ہی مسکرا کر دریافت فرماتے "کچھ لائے ہو؟" دبی زبان میں آہستہ سے میں جواب دیتا "جی ہاں" پھر مسکراتے ہوئے ارشاد فرماتے "اچھا سناؤ" بعدہ اٹھکر سننے لگتا یہ پڑھتے پڑھتے آنسوؤں کی لڑیاں بندھ جاتیں اور حروف مشکل نظر آتے اور اندازے سے میں پڑھتا جاتا۔ سبحان اللہ کیا فیض بار نگاہیں تھیں۔ ان کی جادو نظری پر سو جان سے قربان

آنکھوں آنکھوں پلا گیا کوئی
مست و بیخود بنا گیا کوئی
سہیل

"تاج الاولیا سیدی مولائی و مرشدی حضرت شاہ عبدالشکور قدس سرہٗ کی ذات گرامی تقریباً تیس سال تک نصیرآباد چھاؤنی ضلع اجمیر شریف میں سلسلہ عالیہ کی روایات کے عین مطابق الی اللہ رشد و ہدایت

کا مرکز بنی رہی۔ ازاں بعد دس برس تک سکندر آباد (یو پی) میں
رونق افروز رہے۔ آپ کے بیشتر متوسلین پاک و ہند میں حق
نیابت و خدمت بجا لانے میں مشغول ہیں۔ تقسیم ہند
کے بعد سے آپ بستی جیون ہانہ گارڈن ٹاؤن لاہور
میں مستقل طور پر اقامت پذیر رہے اور پیران سلسلہ
کے اعراس طیبہ معمولاً ہوتے رہتے جن میں بے شمار
عقیدتمندان اولیائے کرام پاک و ہند کے مختلف مقامات
سے آکر شریک ہوتے اور فیض و برکات سے مالا مال
ہو کر واپس جاتے۔ فیوض و برکات کا یہ سرچشمہ اور رشد و ہدایت
کا یہ آفتاب بتاریخ ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ مطابق ۲۹ جولائی
۱۹۵۵ء بروز جمعہ بوقت شام سات بجکر تیس منٹ
پر غروب ہو گیا اور عید قربان کی مسرتیں شام غریباں میں تبدیل ہو گئیں
انا للہ و انا الیہ راجعون۔

(از گلزار شکوری مرثیہ زیبا ناروی)

پیر کامل ماہ تابان رضا — وہ درخشاں مہر عرفان رضا
آسمان معرفت کا آفتاب — خلد میں ہے آج مہمان رضا
راہ تسلیم و رضا کا انتخاب — ساقی میخانہ عرفان رضا
پیر کامل بیکسی کی شب جبل بسا — پیکر عہد وفا جان رضا
دسویں ذی الحجہ کو وقت شام — چھپ گیا خورشید تابان رضا

سال غم آغوش رحمت نے کہا
خلد میں ہے آج مہمان رضا

"گلدستہ قمر رضا" حصہ اول صوفیانہ و عاشقانہ غزلوں کا مجموعہ ہے۔ یہ جہانگیریہ سلسلہ کے مشاعرہ کا انتخاب ہے۔ یہ گلدستہ ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۴ء میں بہ سرپرستی حضرت مولائی و مرشدی شاہ عبدالشکور قدس سرہ شائع ہوا (مقام اشاعت شکور منزل محلہ جہانگیریہ نصیر آباد مطبوعہ المعین پریس اجمیر شریف) اس گلدستہ سے حضرت کے فیوض و برکات کی جھلک نظر آتی ہے۔ گلدستہ قمر رضا حصہ اول سے معلوم ہوتا ہے کہ مشاعروں کی یہ پہلی کڑی ہے جو کتابی صورت میں شائع ہوئی۔ آج سے تقریباً ۷۵ سال قبل کے مشاعرہ کی جھلک ہے جس کو پڑھنے سے انسان کیف و سرور کی دنیا میں گم ہو جاتا ہے۔

غزلوں کا دوسرا مجموعہ "روضۃ الرضا" بھی میرے پیش نظر ہے۔ یہ پاکستان میں حسب الارشاد حضرت مولائی مرشدی محمد عبدالشکور تاج الاولیاء قدس سرہٗ کی حیات مبارکہ میں شائع ہوا۔ اس کے ناشر میر روحی لکھنوی ہیں۔ غالباً ۱۹۲۴ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک جو مشاعرے حضرت کی سرپرستی میں وقتاً فوقتاً ہندوستان کے مختلف مقامات پر منعقد ہوتے رہے ان مشاعروں کا انتخاب ہے۔ جی چاہتا ہے کہ ان مشاعروں سے آپ کو روشناس کرائیں اور منتخب اشعار بعنوان جھلکیاں درج کریں تاکہ ناظرین بھی فیوض و برکات سے مالا مال ہوں لیکن اس کتابچہ میں گنجائش مشکل ہے۔ دعا

ہے کہ کوئی صاحب ذوق اس کام کو انجام دیں۔

تیسرا مجموعہ "گلبن رضا" بھی حضرت قبلہ کی حیات مبارکہ ہی میں سنہ ۱۹۵۴ء میں جیون ہانہ گارڈن ٹاؤن لاہور سے حضرت امین العارفین الشاہ محمد عبدالرؤف نیر صاحبزادہ و سجادہ نشین دربار شکوریہ نے شائع کرایا۔ اس میں سنہ ۱۹۵۴ء کے مختلف مشاعروں کا انتخاب ہے۔

چوتھا مجموعہ "گلزار شکوری" ہے یہ حضرت قبلہ کے وصال کے بعد شائع ہوا اور اس میں سنہ ۱۹۵۶ء تک کے مشاعروں کا انتخاب ہے۔

علاوہ بریں اور بھی مختلف مقامات پر حضرت کی سرپرستی میں مشاعرے ہوئے اور بے شمار شاعروں کے کلام غیر مطبوعہ ہیں۔ ممکن ہے آئندہ ان کی بھی اشاعت ہو جائے۔

مندرجہ بالا حقائق سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت قبلہ عالم نے مسلسل فن شعر و ادب کو لوگوں کی رہبری کے لئے بروئے کار اختیار فرمایا۔

"گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را"

بندۂ درگاہ سید شہاب الدین قادری چشتی ابوالعلائی منعمی جہانگیری شکوری المتخلص سہیل زیبائی (ابن سید شاہ نجم الدین مرحوم و مغفور چشتی ابوالعلائی کابری گیاوی)
مکان نمبر ۷۰ سیکٹر ۳ سعود آباد کراچی ۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) حمد

حمد کے لائق ہے تو اے کبریا — ذرہ ذرہ کیوں نہ ہو حمد و ثنا
ہر صفت زیبا ہے بس تیرے لئے — تو نے ہی ارض و سما پیدا کئے
اے خدا تو پاک ہے بے عیب ہے — مالک کون و مکاں لاریب ہے
لطف تیرے ہم پہ ہیں بے انتہا — رحمتوں کی بارشیں بھی برملا
اشرف المخلوق کا رتبہ دیا — پھر بنایا امت خیر الوریٰ
پیر و مرشد سیدی عبدالشکور قدس سرہٗ — تو نے بخشا ہم کو اے رب غفور
دین و دنیا عقل و دل بخشے مجھے — بھول سکتا ہوں بھلا کیونکر تجھے

ہے سہیل بے نوا کی التجا
تو ہو دل میں اور یاد مصطفیٰ ﷺ

(۲) نعت

کہتی ہے مجھے دنیا دیوانہ محمد ﷺ کا — میں روز ازل سے ہوں مستانہ محمد ﷺ کا
جب سوئے مدینہ رخ ہوتا ہے دم وحشت — پاتا ہے سکوں کیا کیا دیوانہ محمد ﷺ کا
سو جان سے ہے صدقے تنویر رسالت پر — کس شان سے ہے قربان پروانہ محمد ﷺ کا
اللہ و محمد ﷺ کی منظور رہے خوشنودی — اس فکر میں رہتا ہے مستانہ محمد ﷺ کا

گم گشتۂ ازل ہے توحید کے جادو میں — شیدائی محمدؐ کا دیوانہ محمدؐ کا
دیکھے تو ذرا کوئی سمجھے تو ذرا کوئی — ہشیار دو عالم ہے دیوانہ محمدؐ کا

ارماں ہے سہیلؔ اپنا جب وقت دم نکلے
ہو سامنے آنکھوں کے کاشانہ محمدؐ کا

(۳) نعت

قسمت مری اے ساقی میخانہ بنا دے
دیوانہ بنا کر مجھے فرزانہ بنا دے

اے حسنِ ازل مجھ پہ بھی یوں چشم کرم ہو
دیوانوں کا اپنے مجھے دیوانہ بنا دے

وہ ذوق عطا کر مری فطرت کو الٰہی
محبوب کے پروانوں کا پروانہ بنا دے

اک بار نظر جب مرے مرشد کی ہو دل پر
بس غیرت صد طور یہ کاشانہ بنا دے

ارمان لئے بیٹھا ہوں اک عمر سے میں بھی
یا رب مجھے خاک در جانانہ بنا دے

اے خواجۂ من اور ذرا حسن کرم اور
ہاں اور ذرا مجھے دیوانہ بنا دے

دیکھے جو سہیلؔ ایک نظر پھر سے وہ ساقی
دل کو مرے توحید کا پیمانہ بنا دے

۴ التجا

وہ جام پلا ساقی متوالا بنا ساقی اور دل نے جو دیکھا ہے مجھ کو بھی دکھا ساقی

سو جان سے میں قرباں اک مست نگاہی کے

ہاں مست نگا ہوں سے دیوانہ بنا ساقی

ہو جاؤں فدا میں بھی شمع رخِ روشن پہ

جلنے کی تمنا ہے پروانہ بنا ساقی

ہے بادۂ عرفاں سے محروم سہیل اب تک

صدقے میں محمدؐ کے مستانہ بنا ساقی

سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے سے قبل لکھی گئی۔

۵ نعت

ہو چشمِ کرم اے ختمِ رسل یہ کام ہمارا ہو جائے

کعبہ کی زیارت ہو جائے طیبہ کا نظارا ہو جائے

مدت سے ترستی ہیں آنکھیں دیدار کی حسرت ہے آقا

روضہ پہ پہنچنے کا پورا ارمان ہمارا ہو جائے

اے نورِ مجسم سرورِ دیں جو آپ کے در تک آ پہنچا

یہ لوح و قلم کیا چیزیں ہیں اللہ بھی اس کا ہو جائے

امواجِ حوادث نے لوٹا طوفاں میں سفینہ اپنا ہے
اے شاہِ امم ہو لطف و کرم ہاں ایک اشارا ہو جائے
ہو پیارا سی صورت پیش نظر پھر خواب وہ دیکھوں بار دگر!
پھر حسنِ کرم ہو یا حضرتؐ دل عرشِ معلّٰی ہو جائے
یا شاہِ عرب ہو اک نظر مضطر ہے سہیل خستہ جگر
دیدار کی دل میں حسرت ہے طیبہ کا نظارہ ہو جائے

(۶) نعت

حضرت کا جو پیارا ہوتا ہے
وہ رب کا دولارا ہوتا ہے
آنکھوں کو مدینے میں آکر
جنت کا نظارا ہوتا ہے
اے قلبِ حزیں چل بطحا کو
حضرتؐ کا اشارا ہوتا ہے
اُن کے ہی کرم کے صدقے میں
ہر کام ہمارا ہوتا ہے
کب دیکھیں سہیل مضطر کو
طیبہ کا نظارا ہوتا ہے

"معراجِ رسول" ۲

⑦ قطعہ

محمدؐ کو بصد شوکت بلایا حق تعالیٰ نے
انہیں کونین کا دولہا بنایا حق تعالیٰ نے
سر عرش علا معراج کی شب دھوم ہے کیا کیا
فلک کے گوشہ گوشہ کو سجایا حق تعالیٰ نے

---

⑧ نعت

آنکھوں میں نہ کس واسطے بس جائے مدینہ
ہے قلب مرا بیخود صہبائے مدینہ
وہ جذب جنیدی ملے وہ ذوق عطا ہو
جب چاہوں مرے سامنے آجائے مدینہ
یوں عالم رویا میں ہو دیدار میسر
قدموں پہ مری آنکھیں ہوں آقائے مدینہ
میری یہ تمنا ہے یہ ارمان ہے یارب
آئے نظر ان آنکھوں کو دنیائے مدینہ

اسی واسطے گردش میں رہا کرتی ہیں آنکھیں
اے کاش کبھی روضۂ مطہر آئے مدینہ
میں جان نچھاور کروں محبوب محمدؐ پر
دن رات یہ کہتا ہے مرا آقائے مدینہ
ہر وقت ہمیں اب یہی ارمان ہے دل میں
اللہ تعالیٰ تجھے پہنچا دے مدینہ

نعت (۹)

حسینوں میں ہیں سب سے بالا محمدؐ
ہیں دونوں جہاں کا اجالا محمدؐ

حبیب خدا کہہ رہا ہے دو عالم
مراتب میں ہیں سب سے اعلیٰ محمدؐ

مٹیں ظلمتیں آپ کے گذر سے جدھر
گئے بخشتے وہ اجالا محمدؐ

ہمارا نبیؐ سنہ ہمارا نبیؐ ہے
وہی ہاں وہی کملی والا محمدؐ

ہمیں اپنی قسمت پہ ہے ناز ہم کو
ہمیں دے رہے ہیں سنبھالا محمدؐ

اللہ رے یہ جلوۂ فیضانِ محمدؐ
ذروں سے نمودار ہے عرفانِ محمدؐ

دنیا ہو کہ ہنگامۂ قیامت کا ہو یارب
ہاتھوں سے نہ چھوٹے مرے دامانِ محمدؐ

کونین کے مالک ہیں وہ سرکارِ دو عالم
کیوں کر نہ دل و جان مرے قربانِ محمدؐ

ٹھوکر میں غلاموں کی ہے اعجازِ مسیحاؑ
مردے کو جلا دیتے ہیں سلطانِ محمدؐ

کیا خوف ہمیں آئے تو آ جائے قیامت
سر پر ہے ترے سایۂ دامانِ محمدؐ

منقبت (۱۰)

خوشا مجھ کو میسر ہو احمد رضا کا نظارا دیے قسمت مرے ہاتھوں میں دامانِ رضا آیا

خدائی بھر نے پائیں نعمتیں ساری خدا کی
ازل سے دن مری قسمت میں ارمانِ رضا آیا

تصور جب کیا میں نے پریشانی کے عالم میں
مرا پایا گیا رحمت الٰہی فیضانِ رضا آیا

ہوئی جب حسرتِ دیدار میں دل کو پریشانی
دلِ پُر تسکیں دینے جلوۂ شانِ رضا آیا

ہر اک کا نور میرے دل سے کیا کیا ظلمتیں ساری
نظر جس وقت مجھ کو روئے تابانِ رضا آیا

خدا شاہد کہ سب کو ہو گئی تسکینِ دل حاصل
سنو یہ ظلِ رحمت میں کہا امانِ رضا آیا

زمانہ آئے دیکھے ہے دربارِ شکوری میں
مے عرفاں لیے خورشیدِ تابانِ رضا آیا

چھپایا نہ سوائے دل مجھے جب حشر میں دیکھا
وہ دستگیر وہ غلامے از غلامانِ رضا آیا

ہے ابتہاجِ عرفاں میں آ کر جھکا جا ہے
مبارک ملکشہ یہ آج اعلانِ رضا آیا

مجھے دیکھا درِ جنت پہ تو کہنے لگا رضواں
وہ مہمانِ رضا آیا وہ مہمانِ رضاؒ آیا

مرے مرشد کا یہ احساں ہے جلد ہو گیا مجھ پہ
مری تقدیر ملی بھی بارِ احسانِ رضاؒ آیا

کئے جاتا تھا طے میں منزلیں دنیائے ہستی کی
مرا سر جھک گیا خود ہی جب ایوانِ رضاؒ آیا

نصیر آباد سے لاہور میں شاہ شکورؒ آئے
سہیلؔ اسی سرزمیں پر ماہِ تابانِ رضاؒ آیا

۱۱ منقبت

کیا خوب بہار آئی گلستانِ رضاؒ میں
ہر برگِ گلِ تر ہے ثنا خوانِ رضاؒ میں

[illegible] ہے جلوہ [illegible] ہر شخص
ہے نورِ خدا جلوہ نما شانِ رضاؒ میں

کیوں نور کا [illegible] نہ نئے نور کی [illegible]
اللہ رے تابش رخِ تابانِ رضاؒ میں

انوار کی [illegible] ہر سمت نمایاں
چھلکتے ہیں ضیا پاش گلستانِ رضاؒ میں

[illegible] چھپا گیا ہر ذرہ ہے سرشار
وحدت کے چھلکتے جام گلستانِ رضاؒ میں

[illegible] جام و [illegible] مینا ہیں [illegible]
ہے فیضِ خدا عام غلامانِ رضاؒ میں

[illegible] نظر آنے لگے [illegible]
کیا نور ہے ہر شمع شبستانِ رضاؒ میں

[illegible] سہیل شکر کا [illegible]
ہم آ گئے جب سایۂ دامانِ رضاؒ میں

جو کچھ مرے دل کے [illegible]
پھولے پھلے ہیں آ کے گلستانِ رضاؒ میں

دیکھے تو کوئی آ کے طریقت کی بہاریں
کیا کیا نہ کھلے پھول گلستان رضا میں

صد شکر کہ حاصل جو ہوا معراج غلامی
ہے فخر کہ ہوں میں بھی غلامان رضا میں

واعظ تری جنت تری طاعت کو مبارک
رہنے دے مجھے کوچۂ عرفان رضا میں

اب عالم جبروت نہ کیوں پیش نظر ہو
میرے ہیں قدم منزل عرفان رضا میں

بے مرشد کامل ہمیں آسان رسائی
آتا تھا مجھے سایۂ دامان رضا میں

اے بیخودی شوق مجھے بخش وہ عالم
مٹ جائے خودی نشۂ عرفان رضا میں

مجھ پر کھلیں گنجینۂ اسرار الٰہی
حاصل ہو زکوٰۃ آج وہ ایوان رضا میں

حضرت کے غلاموں کی غلامی ہے میسر
شامل ہے سہیل آج غلامان رضا میں

غزل (۱۲)

میں اور یہ رسائی تری بارگاہ میں
ذرہ ہے آفتاب حقیقت کی راہ میں

ہے بہر خاص و عام یہ فیضِ درِ حضور
اپنے پرائے سب ہیں ہماری نگاہ میں

خالی گیا نہ در سے سوالی کبھی کوئی
محروم کب رہا کوئی دربارِ شاہ میں

منزل بھی ہاتھ آگئی رستہ بھی مل گیا
کیا دلبری جو آپ کے ظلِ پناہ میں

مال و زر و جواہر و دولت نہ چاہیے
مجھ کو پڑا رہے سر ہم دیوں تری نگاہ میں

اک ایک کا ہے پردہ تجلی ہے بے نقاب
آ دیکھ کچھ نظر تو سے نگاہ میں

اپنے تو اپنے غیر دریں پہ ناز کر
بے پرائے سب ہیں کسی کی نگاہ میں

ذرہ جہاں اٹھا ہو تیرے حضور سے
تابش یہ حسن میں ہے جو سنگِ کلاہ میں

دیکھو سنبھل کے تم نہ مری زندگی کے راز
لاہور[1] سے جان مرا تھی سے درہ[2] میں

۱؎ حضرت قبلہ عالم کا قیام لاہور میں تھا
۲؎ شاعر کا قیام درہ کیمنس میں تھا

(۱۳) منقبت

قبلۂ حاجات ہو حضرت تمہی تو ہو
ہم غریبوں کیلئے حاجت روا تم ہی تو ہو
کعبۂ عرفاں ہو تم ہی منبع فیضاں ہو تم
کارواں اہل دل کے رہنما تم ہی تو ہو
چشمۂ فیض سے میں ہوا ہوں فیضیاب
مرے حق میں مظہرِ دستِ خدا تم ہی تو ہو
یا شکور کہہ کے تم پہ ہو رہے ہیں سب نثار
عاشق خیر الوریٰ ہو مستوا تم ہی تو ہو
بحر دیں میں کشتیاں تمہی پہنچا دو گے ساحل کے پاس
مری کشتی کے جہاں میں ناخدا تم ہی تو ہو
در تمہارا چھوڑ کر جائے کہاں [illegible]
زندگی کی روح جانِ مدعا تم ہی تو ہو

(۱۴) غزل

پردہ رخ انور سے اٹھ جائے تو اچھا ہو
وہ جلوہ مرے دل کو دکھائے تو اچھا ہو

اک ایک تڑپ دل کو دیتی ہے مزے کیا کیا
ہاں اور نظر ان کی تڑپائے تو اچھا ہو
پھر طالب مستی ہے پیمانہ مرے دل کا
ان مست نگاہوں سے ٹکرائے تو اچھا ہو
تھم تھم کے مرے دل سے ہو چھیڑ مرے مخفل
وہ شوخ نگاہوں سے تڑپائے تو اچھا ہو
پھر ان کی نظر اٹھ کر اک کیف مجھے بخشے
پھر ابر کرم مجھ پر برسائے تو اچھا ہو
وہ وقت کہ جب ان پہ قربان ہوئیں نظریں
پھر مجھ کو وہی لمحہ مل جائے تو اچھا ہو
اس خانہ ویراں کی تقدیر نکھر جائے
وہ آ کے مرے دل میں بس جائے تو اچھا ہو
دربار شاہ پوری کا دیدار رہے حاصل
تصویر ان آنکھوں میں کھنچ جائے تو اچھا ہو
ہو جائیں سرا ہیل آنکھیں مسرور تجلی سے
بے پردہ و محفل میں ہو جائے تو اچھا ہے

منقبت (۱۵)

واہ کیا دلکش سماں مرشد کے میخانے میں ہے
جلوۂ عرفاں کا پیہم رقص پیمانے میں ہے

داغ دل کو جلوۂ مرشد نے بخشا ہے فروغ
معرفت کی شمع روشن دل کے ویرانے میں ہے
فیض ساقی کر تصدق لطف ساقی کے نثار
ہے صلائے عام دعوت سب کی میخانے میں ہے
رونقِ محفل جو بیٹھے ہیں وہ محفل میں آج
دیکھ کر کیا کیا تڑپ ایک ایک پروانے میں ہے
پائے ساقی پر تصدق ہو رہا ہے میرا دل
مستیوں ہی مستیوں کی روح مستانے میں ہے
شمع روشن دیکھ کر ہوتا ہے سو جی سے نثار
درحقیقت فطرتاً یہ بات پروانے میں ہے
چشم ساقی بخشتا ہے بادۂ عرفاں سے جام
سچ تو یہ ہے میکشوں کی عید میخانے میں ہے
دیکھتا رہتا ہوں اس کعبہ میں جلوے رات دن
یار کی تصویر میرے دل کے کاشانے میں ہے
اہل عالم دیکھ کر اک وجد میں ہیں اے اسیلؔ
اللہ اللہ کیا ادا حضرت کے دیوانے میں ہے

۱۵ (الف)

نگاہِ مست ساقی میں نرالے ڈھب کی مستی
جدھر اٹھتی ہیں آنکھیں اس طرف مستی برستا ہے

اٹھا پردہ، دکھا جلوہ گرا بجلی بنا بے خود
نگاہ شوق مضطر ہے تڑپتی ہے ترستی ہے
ادھر آ دیکھ اے ناصح کہ ہے حسن شکوری کیا
مرے حضرت کے چہرے پر عجب رحمت برستی ہے
ابد تک مٹ نہیں سکتیں یہ اب سرمستیاں دل کی
جمال یار کی بخشی ہوئی رگ رگ میں مستی ہے
جدا ہیں ساقی و جام و سبو اپنے۔ خدا رکھے
ہماری مے پرستی بس ہماری مے پرستی ہے
اڑا اے چل صبا لاہور دربار شکوری میں
ہمارے دل کی دنیا اب اسی بستی میں بستی ہے
بلالو اپنی خدمت میں دکھا دو اک ذرا جلوہ
سہیل مبتلا کی آنکھ مدت سے ترستی ہے

۱۶ غزل

جو بھول سمجھا پایا جاتا ہے — اُس میں وہی پایا جاتا ہے
جلوہ رخ رنگیں کا ان کے — آنکھوں میں سمایا جاتا ہے
جلوہ رخ زیبا کا اُن کے — خوابوں میں دکھایا جاتا ہے
دن رات کسی کا نام حسیں — دل میں ہی سمایا جاتا ہے
اللہ کا اُن کی محفل میں — فرمان سنایا جاتا ہے

طیبہ کا مبارک جلوہ ہمیں   دن رات دکھایا جاتا ہے
صد شکر سہیل خستہ جگر
طیبہ میں بلایا جاتا ہے

غزل (۱۷)

صرف ان کا ہے تصور عالم ایجاد میں
آرہا ہے لطف کیا کیا مجھ کو ان کی یاد میں

مرے مرشد کا یہ فرمانا ہے ہر ارشاد میں
لب پہ ہو ذکر نبی ﷺ دل ہو خدا کی یاد میں

میں اگر چاہوں سنا سکتا ہوں یوں ابھی ایک دل
داستانِ دل ہے پنہاں آہ میں فریاد میں

اب وہی لاہور میں ہے بارش سیف شکور
جس سے سب سیراب ہوتے تھے نصیر آباد میں

پر نیازی ابتدائے راہ تسلیم و رضا
سر فروشی خشت اول عشق کی بنیاد میں

دل بنا آماجگاہ سوز و ساز آرزو
کس قدر گنجائشیں ہیں اک دل برباد میں

آپ کے لطف و کرم سے ہو گیا آباد دل
خیر سے آپ آ بسے اس خانہ برباد میں

کعبہ خدا کی حاصل ہو زیارت اے سہیل
اور ہو جائے گذر اجمیر میں بغداد میں

(۱۸) غزل

لے لے کے ان کا نام جئے جا رہا ہوں میں
بھر بھر کے جام شوق پیے جا رہا ہوں میں

جینے کا مجھ کو خوب سہارا یہ مل گیا
دل میں خیالِ یار لئے جا رہا ہوں میں

افتادگانِ شوق میں افتادہ پا تو کیا
امید کے سہارے جئے جا رہا ہوں میں

مصروفِ یادِ یار ہے دل میرا ہر گھڑی
دن رات ذکر و فکر کئے جا رہا ہوں میں

دل میں سہیل جلوۂ ساقی ہے کیف بار
جامِ مئے سرور پیے جا رہا ہوں میں

(۱۹) منقبت

صد شکر پیر بخشا ہے ربِ غفور نے
خادم بنا لیا مجھے شاہ شکور رح نے

فیضانِ عام کا ہے عجب حال دیکھنا
لاکھوں شکور کر دیئے پیدا شکور رح نے

بٹتی ہیں در پہ آپ کے عرفاں کی نعمتیں
لاکھوں کو کر دیا غنی شاہ شکور رح نے

اللہ کا ہے شکر کہ مجھ پہ پڑی نظر
شاکر بنا لیا مجھے شاہ شکور رح نے

[illegible] نے

نورِ محمدی سے نظر بخش [illegible]
طیبہ نگاہ کر گئی لبریز مے سے دل
طیبہ کا عشق دل میں بڑھا دیا شکور رح نے

اس التفاتِ خاص کے قربان جائیے
حضرت کے در کا ذرہ بنایا [illegible] نے

ہر لمحہ مطمئن ہے دلِ زار اے سہیل
کیا کیا نوازا ہے مجھے شاہ شکور رح نے

(٢٠) آرزو

اُس آستاں پہ مٹ کر تو سرفراز ہو جا — اے دل زمانے بھر سے یوں بے نیاز ہو جا
جب لطف بےخودی ہے اے بےخودی کے جویا — دنیائے بےخودی میں تو خود بھی راز ہو جا
وہ فیض یاب نظریں مجھ سے یہ کہہ رہی ہیں — ہر فکرِ این و آں سے تو بے نیاز ہو جا
ہے یہ سبیل لازم راہِ طلب میں تجھ کو
قدموں پہ اُن کے مٹ کر تو سرفراز ہو جا

(٢١) معذرت

مری لغزشیں درگزر کیجئے گا — توجہ کی مجھ پر نظر کیجئے گا
جو نادانیاں مجھ سے سرزد ہوئی ہوں — براہِ کرم درگزر کیجئے گا

(٢٢) قطعہ

عقبیٰ ہی نہیں دنیا بھی ملی
آقا بھی ملا مولا بھی ملا
سب مجھ کو ملا اک وہ جو ملے
کعبہ بھی ملا طیبہ بھی ملا

غزل (۲۳)

ہوں نثار تجھ پہ ساقی ترے لطفِ بیکراں پہ
انہیں خوب اب پلا دے جو ہیں ترے آستاں پر

دمِ زندگی سے خارج رمِ بندگی سے داخل
مرا سر جھکا رہے گا ترے سنگ آستاں پہ

یہ ہے مقصدِ محبت یہی میری ہے تمنا
ترکِ آرزو میں مر کر رہوں ترے آستاں پہ

الٰہی خامیاں بہت ہیں مرے ظرف میں طلب کے
ترے فیض میں کمی کیا ہے کبھی کچھ آستاں پہ

ترے سنگِ آستاں پہ ہو قبول ایک سجدہ
یہ ہے آرزو ہماری ترے سنگِ آستاں پہ

ہوا سجدہ ریز یوں سے نہ ہو یہ گماں تاحشر
ذرا دیکھ ادب سے جھک کر کہ ہے کیا اس آستاں پہ

مرے دل کا مدعا ہے ترے آستاں کے ذرے
مجھے جو بھی کچھ ملا ہے وہ ملا ترے آستاں پہ

ترا بندہ بن گیا ہوں تجھے میں نے پا لیا ہے
یہ مری ہے خوش نصیبی کہ رہوں ترے آستاں پہ

مری جستجو کا حاصل ہے درِ شکر ریزِ شاہ
وہ ملے گا کیا کہیں سے جو ملا اس آستاں پہ

بتوجہ خصوصی اب ہو عطا تسلّی
ہے سہیلِ زار مضطر ترے سنگِ آستاں پہ

غزل (۲۴)

ہم دل میں بسائے رہتے ہیں — نقش اُن کا جمائے رہتے ہیں
اظہار کے دھاروں میں سب کیا — وہ ہم کو بہائے رہتے ہیں
دیوانے جہانِ الفت میں — رٹ ان کی لگائے رہتے ہیں
وقت وہ جلوے کیا کہنا — آنکھوں میں سمائے رہتے ہیں
ویرانہ نہیں ہے دل اپنا — ہم ان کو بسائے رہتے ہیں
دل کی اک اک عظمتوں میں ہم — سو راز چھپائے رہتے ہیں
ارشادِ گرامی مرشد کا — ہم دل سے لگائے رہتے ہیں

تصویر سہیل اُن کے رخ کی
آنکھوں میں جمائے رہتے ہیں

غزل (۲۵)

چھپا کر دل میں ہم عشقِ رخِ جاناں نہ لائے ہیں
کہاں کا دل کوئی دیکھے عجب دیوانہ لائے ہیں
کہاں کی جان کیسا دل سجا کر طشتِ الفت میں

سر محفل ہم ان کے روبرو نذرانہ لائے ہیں
نگاہ لطف ساقی یوں نہ ہم سے پھیر محفل میں
شکستہ دل نہیں ٹوٹا ہوا پیمانہ لائے ہیں
تمہارے اک تبسم پر ہزاروں جان صدقے ہیں
ہتھیلی پہ نہیں سر ہم بھی یہ نذرانہ لائے ہیں
دل دیوانہ پر دنیا جو ہنستی ہے تو ہنسنے دو
کہ ہم دیوانے اپنے ساتھ یہ دیوانہ لائے ہیں
ترے عشاق کوچہ میں ترے اے جادۂ عرفاں
بچھا در ہونے تجھ پہ ہمت پروانہ لائے ہیں
بسائے رہتے ہیں کاشانہ دل میں ہمیں ہر دم
خدا رکھے یہی رونق کاشانہ لائے ہیں
نگاہوں سے پلا دیتے ہیں مستوں کو مئے عرفاں
وہ آنکھوں ہی میں اپنی مستی میخانہ لائے ہیں
ہمارا فرض ہے قربان کر دیں جان و دل ان پر
یہی نذرانہ ہمکو تھا یہی نذرانہ لائے ہیں
ہماری بیخودی کیا پوچھتے ہو پوچھنے والو
یہاں کے میکدے میں فطرت مستانہ لائے ہیں
پلائے جائے ساقی ہم کو اپنی مست آنکھوں سے
کہ لغزش ہم بھی رندانہ لغزش مستانہ لائے ہیں
کہاں فرصت انہیں اتنی سنیں وہ داستان دل
یہاں ہم مختصر سا مدعا افسانہ لائے ہیں

دل بیخود سہیل ان پہ نہ کیوں قربان ہو جائے
کسی کی انجمن میں ہم یہ نذرانہ لائے ہیں

(۲۶) منقبت

امین العاشقین ہے مخلص الرحمٰن کی صورت
رفیق الطالبین ہے مخلص الرحمٰن کی صورت

کہیں تنویر عرفاں ہے کہیں رنگ گلستاں ہے
ستاروں میں کہیں ہے مخلص الرحمٰن کی صورت

نظر جس کی پڑی وہ جان و دل سے ہو گیا شیدا
کچھ ایسی مہ جبیں ہے مخلص الرحمٰن کی صورت

بہ رنگ جلوۂ حسن شکوری دل میں مہماں ہے
ازل سے دلنشیں ہے مخلص الرحمٰن کی صورت

سہیل خستہ جاں حسن شکوری کا ہے ہوا شیدا
نگاہوں میں مکیں ہے مخلص الرحمٰن کی صورت

(۲۷) دیگر

سراج السالکین ہے مخلص الرحمٰن کی صورت
حبیب العارفین ہے مخلص الرحمٰن کی صورت

جو دیکھو تو جنید و سرمد و شبلی بھی کہہ اٹھیں
حسینوں میں حسیں ہے مخلص الرحمٰن کی صورت

جہانگیری لقب ان کا رئیس الاتقیا ہیں یہ
دلوں میں جاگزیں ہے مخلص الرحمٰن کی صورت
غلام شاہ جیلاں ہیں نہ ہو کیوں مرتبہ اعلیٰ
مہ تیسری تاج بریں ہے مخلص الرحمٰن کی صورت
بنایا اولیا و اصفیا ادنیٰ اشاروں سے
یہ وہ مہر نگیں ہے مخلص الرحمٰن کی صورت
جدھر دیکھو ادھر جیرجا گلستان طریقت میں
بشکل یاسمیں ہے مخلص الرحمٰن کی صورت
نگاہ شوق صدقے ہو رہی ہے دیکھ کر جس کو
وہ فردوس بریں ہے مخلص الرحمٰن کی صورت
نظر جسکی پڑی وہ جان و دل سے ہو گیا شیدا
حسیں بے [illegible] ہے مخلص الرحمٰن کی صورت
مجھے راہ خدا سے اب کوئی بہکا نہیں سکتا
کہ مجھکو خضر دیں ہے مخلص الرحمٰن کی صورت
[illegible] اب اور کیا درکار ہو دولت مرے دل کو
مرے دل میں مکیں ہے مخلص الرحمٰن کی صورت

۲۸ منقبت

مرے سر دو یہ ہے ضیائے شکوری ہے ضیائے شکوری ادائے شکوری ہے
رضائے محمدؐ رضاؐ کی رضا ہے رضا کی رضا ہے رضائے شکوری ہے

یہ باران رحمت یہ فیضان عرفاں
کرم ہے رضا کا عطائے شکوری رح

ہیں آنکھیں منور مرا دل ہے روشن
مرے سامنے ہے ضیائے شکوری کا رح

ہے شاہی سے بڑھ کر گدائی یہاں کی
فزوں تر ہے رتبہ گدائے شکوری رح

احاطہ کیے ہے شب و روز ہم کو
ضیائے شکوری رح فضائے شکوری رح

اسی میں ہے جینا اسی میں ہے مرنا
یہ آتی ہے ہر دم صدائے شکوری رح

نگاہوں میں بچتے نہیں حسن والے
وہ جادو نظر ہے نگاہ شکوری رح

طلب سے سوا آپ دیتے ہیں سب کو
یہ جود و سخا ہے عطائے شکوری کا رح

فروزانیاں انکے جلووں کی دیکھو
عجب صف شکن ہے لقائے شکوری رح

یہاں بھی وہاں بھی ادھر بھی ادھر بھی
زمیں پہ فلک پر ضیائے شکوری کا رح

جو مٹ جاتے ہیں یاد میں انکی ہمدم
انہیں کو ہے حاصل بقائے شکوری رح

کہاں اتنی فرصت کہ دیکھیں کسی کو
ہے پیش نظر اب ادائے شکوری رح

کرم ہو کرم اب بھکاری پہ آقا
رہے تاقیامت نگاہ شکوری رح

دل و جاں فدا آپ پر شاہ عرفاں
ازل سے یہ دل ہے فدائے شکوری کا رح

طریقت کے گلشن میں گلہائے رنگیں
کھلائے ہیں لاکھوں ادائے شکوری کا رح

مرے دل کی دنیا ہے آباد انہی سے
ہے پیش نظر اب رضائے شکوری کا رح

مرے دیدۂ دل کو بینائی بخشی
ہے کحل البصر خاک پائے شکوری کا رح

سہیل اپنی قسمت پہ میں کیوں نہ ہوں نازاں
کہ ہے ساتھ مرے دعائے شکوری رح

محمد

(۲۹) منقبت

کیوں مودب ہوں نہ خدمت گار تاج الاولیاءؒ
عالم انوار ہے دربار تاج الاولیاءؒ

دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں اہلِ دل اہلِ نظر
لٹ رہی ہے دولتِ دیدار تاج الاولیاءؒ

دین و دنیا میں سہارا ہو گیا حاصل ہمیں
چھوڑ کر جائیں کہاں دربار تاج الاولیاءؒ

گرمیِ خورشید غم کا خوف اب مجھ کو نہیں
میں ہوں زیرِ سایۂ دیوار تاج الاولیاءؒ

دیکھ کر زندہ ہوں میں حسنِ شکوری اے اکمل
زندگی ہے جلوۂ دیدار تاج الاولیاءؒ

(مندرجہ بالا منقبت "گلزار شکوری" میں صفحہ ۱۶۹ پر چھپ چکی ہے)

(۳۰) دیگر

مبتلائے احمد مختار تاج الاولیاءؒ
پیکرِ ضو، واقفِ اسرار تاج الاولیاءؒ

رہبر دیں گوہر شہوار تاج الاولیاءؒ
حامی حق مظہر انوار تاج الاولیاءؒ

کاشف اسرار ہیں سرکار تاج الاولیاءؒ
میرے آقا مالک و مختار تاج الاولیاءؒ

بو العلائی رنگ میں چھائے ہوئے ہیں ہر طرف
دین احمدؐ کے علمبردار تاج الاولیاءؒ

نازِ فخر العارفینؒ پیارے رسول اللہ کے
ہیں رضاؒ کے لاڈلے سرکار تاج الاولیاءؒ

نوری قندیلیں روشن نور کی چادر تنی
اللہ اللہ آپ کا دربار تاج الاولیاءؒ

خلق میں ہیں قادری چشتی ضیاؤں کے امیں
ہیں سراپا عالم انوار تاج الاولیاءؒ

آپ کے حسنِ تبسم پر تصدق ہے بہار
پھول جھڑتے ہیں دم گفتار تاج الاولیاءؒ

آپ کو بخشی ہے قدرت نے عجب روشن جبیں
ہوش باختے ہیں دم دیدار تاج الاولیاءؒ

انجمن میں آپ کا جلوہ نظر آنے کے بعد
روشن آنکھیں دل ہے پر انوار تاج الاولیاءؒ

دیکھنے والے ذرا باہوش ہو کر دیکھ ادھر
بخشتے ہیں دولتِ دیدار تاج الاولیاءؒ

دل شکستہ ہو رہا ہوں بحرِ ہستی میں بہت

ڈولی کشتی اور یہ منجدھار تاج الاولیاء رح

مجھ کو بخشیں گے تسلی بس اشارے آپ کے
کون ہے دنیا میں اب غمخوار تاج الاولیاء رح

آپ کے ہر حکم کی تعمیل میرا فرض ہے
آپ ہی تو ہیں مرے مختار تاج الاولیاء رح

آپ چاہیں تو ابھی آساں ہوں مری مشکلیں
سر سے ٹل جائے مرے ادبار تاج الاولیاء رح

کشتیاں لاکھوں کنارے سے لگا دیں آپ نے
میرا بھی ہو جائے بیڑا پار تاج الاولیاء رح

ہم غریبوں کی بھری جاتی ہیں ہر دم جھولیاں
کس طرح چھوڑیں بھلا در دربار تاج الاولیاء رح

آپ پر سو جاں سے صدقے سہیلؔ ناتواں
آپ پر قربان سب گھربار تاج الاولیاء رح

(۳۱) منقبت

۸ ۳/۵۸ ء

چمن کی جان گلوں کی بہار شاہ شکور رح
روش روش پہ ہے عطر بار شاہ شکور رح

تمہاری یاد میں ہوں اشکبار شاہ شکور رح
تمہارے غم میں ہے دل بے قرار شاہ شکور رح

سکون قلب بہر اعتبار شاہ شکور رح
کھلا ہے رنگ میں کیسی بہار شاہ شکور رح

تڑپ تڑپ کے گزرتی ہے زندگی میری
تمہارے ہجر میں یادوں میں ہے فگار شاہ شکور رح

بڑے مزے کی خوشی تم نے بخش دی مجھکو
ہوا ہے تیر نظر دل کے پار شاہ شکور رح

کھلے ہیں پھول چمن میں یہ فیض حسن قدم
تجلیوں سے تمھاری بہار شاہ شکور رح

کرم جو ہو تو مدینہ بھی دیکھ لوں جا کر
نہیں ہے زیست کا کچھ اعتبار شاہ شکور رح

تمہاری یاد میں رہتے ہیں رات دن کیا کیا
ہمارے دیدۂ تر اشکبار شاہ شکور رح

کہاں کے لالہ و گل کیسے سنبل و ریحاں
چمن میں تم سے ہے بزم بہار شاہ شکور رح

زہے نصیب کر تشریف لائے میرے گھر
امین العارفین شیر و نثار شاہ شکور رح

تمہاری یاد نے یادِ خدا پہ اکسایا
نہ کیوں ملے مرے دل کو قرار شاہ شکور رح

تمام عمر تمہارے کرم نہ بھولیں گے
ہوئے ہیں ہم پہ کرم بے شمار شاہ شکور رح

پلا کے بادۂ عرفاں نگاہ سے اپنی
بنا گئے ہیں مجھے میگسار شاہ شکور رح

ہمارے دل سے کوئی آپ کے کرم پوچھے
ہوئی ہے ہم پہ نظر بار بار شاہ شکور رح

تمہاری تیز نگاہی کا میں بھی ہوں قائل
کہ میرا دل بھی ہوا ہے شکار شاہ شکور رح

اُسے نصیب نہیں کیفِ آرزوئے طلب
جو دل نہیں ہے تیرا جاں نثار شاہ شکور رح

تمہارے نام کا دیوانہ کیوں نہ کہلائے
سہیل خستہ جگر ہے نثار شاہ شکور رح

غزل (۳۴)

جمال انکا تصور میں لا کے دیکھ لیا
زمانے بھر کی نظر سے چھپا کے دیکھ لیا

حقیقت شب معراج مختصر یہ ہے
خدا نے عرش پہ انکو بلا کے دیکھ لیا

جبیں تو لی ہے وہ آئینہ جسکی شکل نہیں
جمال یار بھی گردن جھکا کے دیکھ لیا

تمہارا عشق ہوا نشانہ اپنا دلبری کی ادا
جہانِ حسن میں سب سے ملا کے دیکھ لیا

کسی کی مست نگاہی نہ پوچھئے ہم سے
تماشہ ہم نے بھی آنکھیں ملا کے دیکھ لیا

جو ان کو یاد کرے وہ خدا کی یاد اسکو
نگاہ والوں نے تجربہ میں لا کے دیکھ لیا

سہیل مشکلیں سب دور ہو گئیں میری
ادھر حضور نے جو مسکرا کے دیکھ لیا

(۴۳) غزل

یوں وہ جلوہ دکھا کے چھوڑ گئے
آگ دل میں لگا کے چھوڑ گئے

اک نظر میں دم تصور وہ
مجھ کو بیخود بنا کے چھوڑ گئے

اک جھلک میں وہ ساری محفل کو
جام عرفاں پلا کے چھوڑ گئے

لوگ بیگانۂ حواس ہیں اب
وہ تجلی دکھا کے چھوڑ گئے

اک اشارے میں وہ سہیل کو بھی
اپنا بسمل بنا کے چھوڑ گئے

(۴۴) غزل

انہیں حکایت دل ہم سنانے آئے ہیں
غم فراق میں آنسو بہانے آئے ہیں

حضوری شہ عبدالشکورؒ کیا کہنا
مزار پاک پہ چادر چڑھانے آئے ہیں

وہ گہرا داغ کہ جو معصیت سے ہے منسوب
ہم اپنے دامن دل سے مٹانے آئے ہیں

تڑپ رہے ہیں جبین نیاز میں سجدے
سر نیاز ہم اپنا جھکانے آئے ہیں

یہ مال و زر یہ دل و جاں بھی کوئی چیز نہیں
ہم ان کے قدموں پہ سب کچھ لٹانے آئے ہیں

فنا کا درس ابھی تک ہے تشنۂ تکمیل
ہم اپنی تشنگی دل بجھانے آئے ہیں

جو آگ دل کو ہمارے لگی ہے مرشد سے
کچھ اور اس کی لپک ہم بڑھانے آئے ہیں

پلائی ہے مئے عرفاں جو ان کی آنکھوں نے
دکھو کچھ اور بھی پینے پلانے آئے ہیں

کرم ہے آج کرم پر نیاز مندوں پہ
در حضور پہ بگڑی بنانے آئے ہیں

امیں کمال لیے خاک ان کے در کی ہے
ہم اپنی آنکھوں میں سرمہ لگانے آئے ہیں

غزل (۳۵)

حضور عرس میں آیا ہوں آستانے پر
دل آج میرا ہے مجبور کچھ سنانے پر

نوید مژدۂ جام بہار لائی ہے
ہجوم آج ہے مستوں کا آستانے پہ

یہ کس تصور زیبا سے اک سرور چھا گیا
گرائی بجلی مرے دل کے آشیانے پر

یہ کیسے تیری نگاہوں کا سحر چشم ساقی!
تجھے ہی یہ کیا تیرا احسان ہے زمانے پر

در حضور سے اٹھے گا مرا نیاز مند
جھکی رہے گی جبیں ان کے آستانے پہ

پلا دہ جام کہ مستی سے کرے بیگانہ ۔ زمانہ چھوڑ اٹھ پڑے فسانے پہ
تہی خستہ جگر کو نوازا ہے کیا کیا
کہاں سے کھینچ بلایا ہے آستانے پہ

منقبت (۳۶)

باعث تسکین دل پیغام تاج الاولیاء رح
نقش صد راحت نظر ہے نام تاج الاولیاء
واقعی پیغام حق پیغام تاج الاولیاء
ہیں احکام خدا ۔ احکام ۔ تاج الاولیاء
گامزن در راہ حق ہر گام تاج الاولیاء رح
بادۂ توحید سے پُر جام تاج الاولیاء
میرے آقا میرے مولا حضرت شاہ شکور رح
میرے جینے کا سہارا نام تاج الاولیاء رح
یاد حق ۔ حب نبی سے دل مرا معمور ہے رح
ہر نفس کو ورد اپنے نام تاج الاولیاء رح
راحت قلب و نظر ہے باعث تسکین دل
مرے حق میں پیارا پیارا نام تاج الاولیاء رح
یاد ایسے کہ جو گذرے ہیں مرشد کے حضور رح
میری نظروں میں ہیں صبح و شام تاج الاولیاء

راہِ حق میں آپ ہیں وہ رہنمائے خاص و عام
ہر زباں پہ ہے جہاں میں نام تاج الاولیاءؒ

بحرِ تو در معرفت میں ہو گیا وہ غوطہ زن
مل گئی جس کو بھی دُردِ جام تاج الاولیاءؒ

اچھے تو اپنے پرائے سبھی نظر میں اُن کی ہیں
ہے بہت مشہور فیضِ عام تاج الاولیاءؒ

اب غمِ ہستی کا مجھ پر وار چل سکتا نہیں
آ گیا ہوں میں بھی زیرِ بام تاج الاولیاءؒ

کیفِ شبلیؒ ہے کہ ذوقِ مولویؒ جوشِ جنیدؒ
جذبۂ منصورؒ ہے یا جام تاج الاولیاءؒ

ساقیٔ فطرت مری جانب ہے گردش کناں
صدقۂ شاہ رضاؒ ہیں جام تاج الاولیاءؒ

میکشو تم کو مبارک حضرت شاہ رؤف مدظلہ
دیکھو آئے ہیں پلانے جام تاج الاولیاءؒ

اہلِ دل انجمن میں جس کو کہتے ہیں سہیل
ہے ازل سے خدام تاج الاولیاءؒ

---

۴۷ منقبت

اداے شاہ رضاؒ ہے جمالِ شاہ شکورؒ
عطائے مرشدِ کامل ۔ کمالِ شاہ شکورؒ

ہے آفتاب رسالت سے ایسی نسبت خاص
ضیائے شاہ امم ہے جمال شاہ شکور رح

نوائے راز کی باتیں مقال شاہ شکور رح
ادائے حسن کا پرتو جمال شاہ شکور رح

خدا کی راہ میں ہستی مٹا گئے اپنی
وصال نور خدا ہے وصال شاہ شکور رح

مرقع حسن رخ ناز کا نہ ہو کیونکر
وہ دل جو ہو گیا محو جمال شاہ شکور رح

کہاں قرار کہاں چین ہجر میں ان کے
ہے سوتے جاگتے جھک خیال شاہ شکور رح

یہ کس کے حسن کا پرتو ہے سامنے میرے
جمال نیر تاباں جمال شاہ شکور رح

یقین رکھ کہ شب و روز حق کے پاس ہے تو
جو تیرے دل میں سکیں ہے خیال شاہ شکور رح

ندیم صیقل لا سے صفائی دل کی ہے
نگاہ ڈال کے پھر دیکھ تو جمال شاہ شکور رح

یہ آرزو ہے یہ حسرت ہے یہ تمنا ہے
کہ ہو سمجھے بھی میسر وصال شاہ شکور رح

تیرے لئے ہے زلیخا جمال یوسف کا
مرے لئے ہے دل آرا جمال شاہ شکور رح

حسینوں تو زمانے میں سینکڑوں ہو لئے

ربود جان و دلم را جمالِ شاہ شکور
پکارتے ہیں اسی نام سے جہاں والے
سہیل خستہ جگر ہے بلالِ شاہ شکور

غزل (۳۸)

رخ موزوں کے جلووں پر فدا اہلِ نظر ہوں گے
تصدق سرورِ عالم پہ ہم شام و سحر ہوں گے

خدا والوں کی محفل میں خدا والے ہی ہوتے ہیں
یہاں اہلِ طلب ہوں گے یہاں اہلِ نظر ہوں گے

سوا تیرے بچیں ہم آفتابِ حشر سے کا
بچیں گے وہ جو زیرِ سایۂ خیر البشر ہوں گے

شفیع المذنبیں ہی عاصیوں کو بخشوائیں گے
خدا ہوگا ادھر ہی - رحمتِ عالم جدھر ہوں گے

بھٹک سکتے نہیں سودائی تیرے یا رسول اللہ
تری الفت کے سینے دل میں جب آنکھوں پر ہوں گے

جو تم آجاؤ پھر اک بار ارمانوں کی دنیا میں
مقدر جاگ اٹھے گا ستارے اوج پر ہوں گے

نہ کھٹکا ہے جہنم کا نہ ڈر خورشید محشر کا
قیامت میں شفاعت کیلئے خیر البشر ہوں گے

مرے آنکھوں میں شامل ہو گیا ہے خونِ دل ڈھل کر
نچھاور تیرے قدموں پر یہ اب لعل و گہر ہوں گے

تمہاری جلوہ سامانی سمائی ہے نگاہوں میں
یہی جلوے تمہارے رات دن پیشِ نظر ہوں گے

زباں پر نام ہے ان کا تو دل میں یاد ہے انکی
یہ ممکن ہی نہیں نالے ہمارے بے اثر ہوں گے

ہمیں جنت سے کیا مطلب اگر جنت میں بھی جاکر
رخِ جاناں کے جلوے راحتِ قلب و نظر ہوں گے

پلا ساقی مئے عرفاں ہمیں بھر اپنی آنکھوں سے
ترے احسانمند اے مہرباں ہم عمر بھر ہوں گے

ملے کچھ سوزِ رومیؒ - دردِ جامیؒ ہم گداؤں کو
عطائے خاص پر تیری فدا قلب و نظر ہوں گے

سہیل خستہ جاں بے چین ہے اذنِ حضوری ہو
جبینِ شوق کے سجدے نثارِ سنگِ در ہوں گے

(۳۹) منقبت ۱۹۵۸ء

زیست کا مرتبہ ہے روئے تاج الاولیاؒ
دل اسیرِ حلقۂ گیسوئے تاج الاولیاؒ

کبریائی شان کے مظہر محمد مصطفیٰ
مصطفائی معجزہ ہے روئے تاج الاولیاؒ

صبر استقلال تسلیم و رضا ایثار میں
مرتضائی رنگ پہ ہے خوئے تاج الاولیاؒ

گلشنِ توحید میں گلہائے رنگیں ہیں کھلے
یہ حسینیؒ شان کی ہے خوئے تاج الاولیاؒ

پڑھ رہا ہے رات دن عکسِ جمالِ روئے دوست
دیکھتا رہتا ہوں ہر دم روئے تاج الاولیاؒ

ناز ہے قسمت پہ مجھکو دل فدائے یار ہے
دل ازل سے ہے غبارِ کوئے تاج الاولیاؒ

ماہِ عرفاں قادریؒ چشتیؒ رضائیؒ ہے جمال
بو العلائیؒ آئینہ ہے روئے تاج الاولیاؒ

شہرۂ آفاق ہے خُلقِ عظیم بے مثال
ہو بہو ملتی ہوئی ہے خوئے تاج الاولیاؒ

ہوتی ہے مری نماز پنجگانہ یوں ادا
سامنے محراب ہے ابروئے تاج الاولیاؒ

آنکھیں روشن دل منور ذرہ ذرہ نور نور
رات دن پیشِ نظر ہے روئے تاج الاولیاؒ

بارشِ ابرِ کرم ہے نور و جلوہ ہر طرف
ہے منور ذرہ ذرہ کوئے تاج الاولیاؒ

لب پہ ہے نامِ نبیؐ دل میں خدا کی یاد ہے
آنکھ میں عکسِ جمالِ روئے تاج الاولیاؒ

کشتگانِ خنجرِ تسلیم آ گئے ہیں یہاں
قتل گاہِ عاشقاں ہے کوئے تاج الاولیاؒ

ہے یہ جذبِ شوق یا ان کی عنایت خاص ہے
دل کھنچا جاتا ہے میرا سوئے تاج الاولیاؒ

نیّرِ عرفاں "امین العارفین" عبد الرؤف رح
منتخب ہیں پاسبانِ کوئے تاج الاولیا

جان و دل قربان ان پہ اے سہیلِ ناتواں
ہوں میں سودائی غلام روئے تاج الاولیا رح

(۴) منقبت ۱۴۱۵ھ

زمیں پہ عالمِ روئے زمیں ہیں شاہ شکور رح
بلند مرتبہ ہیں بالانشیں ہیں شاہ شکور رح

جہاں میں حامیٔ قرآن و دیں ہیں شاہ شکور رح
فدائیٔ شرعِ دینِ متیں ہیں شاہ شکور رح

خطابِ غیبی ملا "تاج الاولیا" ان کو
وہ اس جہاں میں حق کے امیں ہیں شاہ شکور رح

ہمارے گلشنِ دل کا نظارہ کیا کہنا
کہ اس چمن میں بہارآفریں ہیں شاہ شکور رح

مودبانہ ادھر دیکھتے ہیں اہلِ نظر
رموزِ عالمِ علم الیقیں ہیں شاہ شکور رح

فنا بقا کے مسائل کا حل ملا مجھکو
پکار و دل سے جہاں بھی وہیں شاہ شکور رح

شکور شاہ کی مسند ملی ہے نیّر کو
بنی رضا کے اگر جانشیں ہیں شاہ شکور رح

ادھر ہیں اہلِ جہاں پہ نوازشیں ان کی
ادھر رسول و خدا کے قریب ہیں شاہ شکور رح

کیا ہے مردہ دلوں کو حضور نے زندہ
وہ فردِ خاصِ شہنشاہِ دیں ہیں شاہ شکور رح

ضیا سے ان کی منور ہوئے ہزاروں دل
وہ مہ جبیں ہیں، وہ مہرِ مبیں ہیں شاہ شکور رح

ملا ہے اہلِ طلب کو وہ کیفِ عرفانی
سکون و راحتِ قلبِ حزیں ہیں شاہ شکور رح

خوشا نصیب کہ دونوں جہاں ہمیں کو ملے
ہمارے خانۂ دل میں مکیں ہیں شاہ شکور رح

مثال اِن کی نہیں ہے جواب ان کا نہیں
وہ رازداں ہیں، وہ اسرار ہیں شاہ شکور رح

پیئے زمانہ اِدھر آ کے بادۂ عرفاں
قریبِ ساقیِ خلدِ بریں ہیں شاہ شکور رح

بس اک نظر میں مجھے بھی بنا لیا اپنا
کشش غضب کی ہے کتنے حسیں ہیں شاہ شکور رح

وہ دل کہ جس میں غمِ زندگی کا ڈیرا تھا
خدا کے فضل سے اس میں مکیں ہیں شاہ شکور رح

بس اک نگاہ میں دنیا بدل گئی دل کی
جمال ہوش ربا بالیقیں ہیں شاہ شکور رح

کچھ ایسے بیٹھے ہیں عبدالرؤف تیرے شاہ
کہ جیسے بزم میں مسند نشیں ہیں شاہ شکور رح

طبیب ہو گئے زمانے میں سیکڑوں لیکن
طبیبِ دردِ سہیلِ حزیں ہیں شاہ شکور رح

(۴۱) منقبت

بن کر امین خلق میں آئے شکور شاہ رح
اسرارِ لا اِلٰہ کے لائے شکور شاہ رح

کس دم خیال میں نہیں آئے شکور شاہ رح
ہر حسن سے عیاں ہے ادائے شکور شاہ رح

میں بھی تو مست بادۂ حبِ رسول ہوں
فیضِ رضا رح ہے اور عطائے شکور شاہ رح

آنکھوں کے سامنے ہے ضیائے شکور شاہ رح
دل میں بسی ہوئی ہے ادائے شکور شاہ رح

تقدیرِ آرزوئے تمنا چمک اٹھی
قلب و نگاہ میں جو سمائے شکور شاہ رح

کیا غم ہے مجھکو گرمیٔ خورشید حشر کا
سایہ فگن ہے سر پہ ردائے شکور شاہ رح

"اپنے پرائے سب ہیں ہماری نگاہ میں"
اب تک یہ گونجتی ہے صدائے شکور شاہ رح

تقدیر کی رسائی کا عالم نہ پوچھیے
ہاتھوں میں آ گئی ہے ردائے شکور شاہ رح

ہشیار باش رہروِ راہِ سلوک و جذب
حدِ طلب میں یہ ہے ندائے شکور شاہ رح

ہر قلب ہر نگاہ کی دنیا بدل گئی
ہر قلب ہر نگاہ پہ چھائے شکور شاہ رح

شاہوں کے رعب و داب سے مرعوب کب ہوئے
جو دن سے ہو گئے ہیں گدائے شکورؒ شاہ
عبدالرؤف شاہ کا چہرہ نظر پڑا
یا میرے سامنے ہے لقائے شکورؒ شاہ
گھبرا نہ اے سہیلؔ کسی مرحلے سے تو
ہر حال میں ہے ساتھ دعائے شکورؒ شاہ
کیا پوچھتے ہو نام و پتہ مجھ سے اے سہیلؔ
کہتے ہیں لوگ مجھ کو گدائے شکورؒ شاہ

(۴۲) غزل ۱۹۶۸ء

تیرا آستاں لائق بندگی ہے — تری یاد مرے لئے قیمتی ہے
گزرتے ہیں اب ہجر میں شب و روز — مری زندگی بھی یہ کیا زندگی ہے
دبا در دل یہ کرم ہے تمہارا — تمہاری خوشی میں ہماری خوشی ہے
ہماں بندہ ہوں تیرا تو مولا ہے میرا — تری یاد گویا مری بندگی ہے
بچا نا سہیلؔ عزیزیاں کوئی میلا
کہ اب تاڑ اُس کی جبینوں میں چھپی ہے

(۴۳) منقبت

رشک جنت ہو گئی یہ سرزمیں شاہ شکورؒ
کتنے خوش قسمت یہاں کے ہیں مکیں شاہ شکورؒ

آپ کے لطف وکرم ہیں بالیقیں شاہ شکور رح
آپ جب ہیں سامنے میرے ۔ غم نہیں شاہ شکور رح

ہم غریبوں کے ہیں آقا مونس و غمخوار ہیں
آپ نے بخشا کیا ذوق یقیں شاہ شکور رح

آپ کی دلکش ادائیں صورت و سیرت سبھی
اب رہیں گی تا قیامت دل نشیں شاہ شکور رح

شکل آنکھوں میں ہے تیری لب پہ تیرا ذکر ہے
نام سے دل کو سکوں ہے بالیقیں شاہ شکور رح

خیر سے چاروں طرف ہے عرس کی پھر دھوم عام
آرہے ہیں ہر جگہ سے زائرین شاہ شکور رح

آپ تاج الاولیاء ہیں قادری چشتی حسیں
ہے زمانہ آپ کے زیر نگیں شاہ شکور رح

خوف محشر سے سہیل خستہ جاں آزاد ہے
آپ کی صورت رہے گی دل نشیں شاہ شکور رح

(۴۴) غـزل ۱۹۶۹ء

سمجھتے بوجھتے ہیں راز کی باتیں نظر والے
خبر رکھتے ہیں لیکن کہہ نہیں سکتے نظر والے

ضرورت ہے نہ ساغر کی نہ حاجت آبگینا کی
نظر ہی سے مئے الفت پلا دیتے ہیں نظر والے

جو ڈھونڈھیگا وہ پائے گا کوئی مشکل نہیں ملنا

وہ ان کو ڈھونڈھ لیتے ہیں جو ہم تم ہیں نظر والے
حسینانِ جہاں ظلم و ستم ڈھانے کے عادی ہیں
سہا کرتے ہیں وہ ظلم و ستم جو ہیں جگر والے
کمندِ عقل ڈالی جا رہی ہے چاند پر لیکن
نہیں اپنا ہنر ان کو جو بنتے ہیں قمر والے
یہ دنیا چند روزہ ہے فنا ہر شے کو لازم ہے
نہ بھولیں اپنی اس منزل کو بھی یہ گزر والے
ہے شرکت سہیلی آدابِ محفل بھی ضروری ہیں
سنبھل کر بیٹھے محفل میں بیٹھے ہیں نظر والے
سہیلِ خستہ جاں مجنوں نے سودائی ہے جیسے کہ بھی
یہی کہتے ہیں گھر والے اِدھر والے اُدھر والے

منقبت (۴۵)

ذہن ہیں دل میں سمائے نیرؔ و عبد الشکور رح
درس آگاہی کے لائے نیرؔ رح و عبد الشکور رح
میری ہستی پہ ہیں چھائے نیرؔ و عبد الشکور رح
لے اُڑی مجھکو ہوائے نیرؔ رح و عبد الشکور رح
گلشنِ عرفاں میں آئی از سرِ نو تازگی
مژدہ جاں بخش لائے نیرؔ رح و عبد الشکور رح
ہے چمن شاہ رضا کا آج کتنا پُر بہار رح
کیسے کیسے پھول لائے نیرؔ رح و عبد الشکور رح

میری ہستی کو تمہارا بھول جاؤں کس طرح
یاد آتی ہے عطائے نیّر رح و عبد الشکور رح

گلشنِ توحید میں ڈنکا بجایا دین کا
ہر طرف گونجی صدائے نیّر رح و عبد الشکور رح

اک نگاہِ لطف نے دنیا بدل ڈالی مری
کیوں نہ یاد آئے عطائے نیّر رح و عبد الشکور رح

لواء العلائی آستاں سے تا درِ شاہ زماں رح
ہے حقیقت میں بنائے نیّر رح و عبد الشکور رح

خوفِ محشر کیا مجھے ہو فکرِ جنت کیا مجھے
میرے سر پہ ہے ردائے نیّر رح و عبد الشکور رح

اپنے بیگانے سبھی ان کی نگاہوں میں رہے
غیر پر بھی تھی عطائے نیّر رح و عبد الشکور رح

گونجتی ہے یاشکور و یا رؤف سے فضا
سارے عالم پہ ہیں چھائے نیّر رح و عبد الشکور رح

اک مجھی پر منحصر کیا خلق کہتی ہے یہی
معرفت کے راز لائے نیّر رح و عبد الشکور رح

پوچھتے ہو نام کیا میرا مرے مخلص عزیز
میں ہوں اک ادنیٰ گدائے نیّر رح و عبد الشکور رح

مضطرب سا کر میں رہتا تھا سہیلؔ خستہ جاں
در پہ اپنے کھینچ لائے نیّر رح و عبد الشکور رح

(۴۶) منقبت

عُرس میں ہے لطفِ عامِ نیّرؒ و عبد الشکورؒ
لٹ رہا ہے آج جامِ نیّرؒ و عبد الشکورؒ

کیا کہوں کیا ہے مقامِ نیّرؒ و عبد الشکورؒ
ہے بہت ہی برتر و بالا مقامِ نیّرؒ و عبد الشکورؒ

پھر کھلا میخانۂ شاہ رضاؒ آؤ پیئو
جام بھر بھر کر بنامِ نیّرؒ و عبد الشکورؒ

پھر اٹھا ہے درد دل پھر بڑھ چلا ہے اضطراب
پھر تڑپ اٹھا غلامِ نیّرؒ و عبد الشکورؒ

پھر بلاوا آگیا ہے بہرِ شرکت بزم میں
پھر وہی ہے اہتمامِ نیّرؒ و عبد الشکورؒ

پھر بہار آئی گلستانِ رضاؒ میں میکشو
پھر صبا لائی پیامِ نیّرؒ و عبد الشکورؒ

وہ رواں شیریں بیانی وہ بیانِ معرفت
اللہ اللہ وہ کلامِ نیّرؒ و عبد الشکورؒ

وقف ہے ہر سانس میرا بس انہیں کے واسطے
جی رہا ہوں میں بنامِ نیّرؒ و عبد الشکورؒ

ہو مبارک جامِ جم کی آرزو جمشید کو
رو برو میرے ہے جامِ نیّرؒ و عبد الشکورؒ

ساقیِ فطرت پلائے جا رہا ہے مجھکو مے
پی رہا ہوں میں بنام نیر رح و عبدالشکور رح

عالم تنہائی میں محو تصور ہو کے میں
دیکھتا ہوں صبح و شام نیر رح و عبدالشکور رح

ہو گئے قلب و نظر مسرور ان کو دیکھکر
چشم و دل میں ہے قیام نیر رح و عبدالشکور رح

اک خرام ناز نے دنیا بدل ڈالی مری
واہ کیا کہنا خرام نیر رح و عبدالشکور رح

ہے انوکھی بزم انکی ہے بہت دلکش سماں
کتنا بہتر ہے نظام نیر رح و عبدالشکور رح

آ پڑا ہوں تیرے در پر ساقی میخانہ میں
دے کوئی ساغر بنام نیر رح و عبدالشکور رح

بے وضو خدام کے لب پر نہیں آتا ہے نام
اللہ اللہ احترام نیر رح و عبدالشکور رح

روضۂ اطہر پہ بلوالیں اسے شاہ عرب
عرض کرتا ہے غلام نیر رح و عبدالشکور رح

میں کہاں ہوں بادۂ وحدت کے پیمانے کہاں
پی رہا ہوں بس بنام نیر رح و عبدالشکور رح

جان اپنا جو نچھاور ان پہ کرتے ہیں سہیل
ہوسکتے ہیں اللہ ہمکلام نیر رح و عبدالشکور رح

غزل (۴۷)

تیرے پروردۂ الفت کو اس دنیا میں غم کیا ہے
کرم پر ہو گزر جس کی وہ کیا جانے ستم کیا ہے

رضائے حق کے طالب کو رضائے حق ہی کافی ہے
یہ جنت حور و غلماں اور یہ باغِ ارم کیا ہے

پیا کرتے ہیں ہم ساقی کی آنکھوں سے سرِ محفل
ہمیں پینے کی خاطر احتیاجِ جامِ جم کیا ہے

محبت کرنے والے موت سے ہرگز نہیں ڈرتے
انہیں مرنے کا ڈر کیسا انہیں مرنے کا غم کیا ہے

سرِ محفل بتائیں کس طرح اب حالِ دل اپنا
سرِ محفل نہیں کیا اس کرم فرما سے ہم کیا ہے

جہاں بھر کی مصیبت تو ہمارے واسطے ٹھہری
تمہیں دنیا کا غم کیوں ہو تمہیں دنیا کا غم کیا ہے

انہیں دل سونپ کر ہم ہو گئے ہیں مطمئن لیکن
خدا جانے سہیل اب اپنی قسمت میں رقم کیا ہے

غزل (۴۸)

مجھ کو نہیں سکوں کہیں روزگار میں
رہتی ہے روح بھی مری تیرے دیار میں

کیسی نظر سے تو نے پلائی مئے الست
شام و سحر گزرتے ہیں میرے خمار میں

ہم کو ہے آرزو یہی اے روحِ زندگی
مدفن بنے ہمارا بھی تیرے دیار میں

حاصل تھے اک جو مجھے دو دن حیات کے
وہ بھی گزر رہے ہیں ترے انتظار میں

ہوش و حواس و عقل و خرد پہ یہی کیا بنی
گم ہو گئی نظر بھی مری حسنِ یار میں

اے دوست اب تو کچھ بھی اسے سوجھتا نہیں
دل محو ہو گیا ترے نقش و نگار میں

آیا تھا کس لئے یہاں وعدہ کیا تھا کیا؟
انساں الجھ کے رہ گیا لیل و نہار میں

اللہ رے تجلی عکسِ رخِ حسیں
گم ہے نگاہِ شوق مری حسنِ یار میں

اے بے خبر تجھے ہے خبر کچھ کبھی یا نہیں
بیٹھا ہوں مدتوں سے تری رہ گذار میں

اے جانِ انتظار جھلک اک دکھا بھی جا
آنکھیں ہیں فرشِ راہ ترے انتظار میں

آتے ہیں آج کھنچے ہوئے لوگ اس طرف
چرچا ہے ان کے حسن کا قربِ جوار میں

آ آ کے بک رہے ہیں خریدار سے یہاں
حاضر ہوئے ہیں آج جو تیرے دیار میں

وہ آ رہے ہیں چارہ گری کے لئے سہیل
کیوں جان پڑ نہ جائے مری جانِ زار میں

غزل (۴۹)

دل کے آئینہ میں ہر دم ترا نقشہ ہوگا
دیدۂ شوق میں ہر دم ترا جلوہ ہوگا

ہم نے جب ان سے کہا پہلے بھی دیکھا ہے تمہیں
ہنس کے کہنے لگے ہاں ہاں تمہیں دیکھا ہوگا

آگ سینے میں مرے تم نے لگائی ہوگی
دل و جگر دونوں کو تم نے ہی جلایا ہوگا

پھر مرے دل میں کسک ہونے لگی تھم تھم کر
اس نے پھر تیر نظر دل پہ چلایا ہوگا

آنے والے تو بہت بزم میں آئے ہوں گے
اپنے پاس اس نے کسی کو نہ بٹھایا ہوگا

تیرے جلوؤں سے زمانے میں بڑھے گی رونق
یہ حقیقت ہے کہ گھر گھر ترا چرچا ہوگا

داستانِ غم دل کس نے سنائی ہوگی
داغ سینے کا انہیں کس نے دکھایا ہوگا

دل میں ہے یاد تری شکل تری آنکھوں میں
ہے جنوں زور پہ اب دیکھئے کیا کیا ہوگا

اس نے بے ساختہ ہر گام پہ چلتے پھرتے
فتنۂ حشر سر راہ جگایا ہوگا

ہے زباں پر مری افسانہ ترا نام ترا

دلِ پُر شوق میں اب تیرا ہی جلوہ ہوگا
بہہ چلے ہیں مری آنکھوں سے بلا کے آنسو
کیا غمِ عشق میں جاری کوئی دریا ہوگا

چاند کہتے ہیں جسے سارے زمانے والے
چرخ پر آپ کا عکسِ رخِ زیبا ہوگا

جب کسی نے کہا آیا ہے بھکاری کوئی
کہہ دیا اُس نے سہیل آیا ہے آیا ہوگا

بس وہی جلوہ فگن ہو گئے ہوں گے آ کر
اے سہیل اور کوئی دل میں نہ آیا ہوگا

جپ رہا ہے وہ ترے نام کی مالا ہر دم
اب سہیل اور بھی دیوانہ و رسوا ہوگا

منقبت (۵۰)

ہیں سخن ور مداح خوان نیر رح و عبد الشکور رح
اہل دل ہیں وصف دان نیر رح و عبد الشکور رح

اپنے تو اپنے پرائے بھی نظر میں ہیں مری
کتنا ہے دلکش بیان نیر رح و عبد الشکور رح

جانتے پہچانتے ہیں اہل دل اہل نظر رح
خوب ہیں یہ رتبہ دان نیر رح و عبد الشکور رح

کیسی تھی دلکش ادا وقتِ سخن - وقت بیاں
یاد ہے شیریں زبان نیر رح و عبد الشکور رح

کھل رہے ہیں کیسے کیسے گل رضاؒ کے لطف سے
دیکھئے یہ گلستان نیرؒ و عبدالشکورؒ
اس سے اچھا اور اب کوئی ٹھکانہ ہے کہاں
پا گئے ہم آستانِ نیرؒ و عبدالشکورؒ
جان لیں پہچان لیں اچھی طرح اہلِ نظرؒ
ہے سہیل اک مدح خوانِ نیرؒ و عبدالشکورؒ

غزل (۵۱)

تم سا حسین کوئی کہاں ہے چمن میں
نقشہ کسی حسین کا آتا نہیں ذہن میں
در چھوڑ کر تمہارا جائیں گے اب کہاں ہم
جب آ گئے ہیں آقا ہم تیری انجمن میں
سارا جہاں بدلے لیکن روش نہ بدلے
لغزش نہ آنے پائے کوئی مرے چلن میں
مانند شمع ہر دم جلتا رہوں خدایا
ہوتا رہے اضافہ ہر سو مرے جلن میں
لب پر ترے تبسم شیریں بیاں ترا
تاثیر کیا ہے واللہ اے جاں ترے سخن میں
آنکھوں میں بس گئے ہو دل میں سما گئے ہو
عکس رخ حسیں اب چھایا مرے ذہن میں
ہر ہر قدم پہ قرباں ہر ہر قدم پہ صدقے
ہے جلوہ شکورؒ کی نیرؒ کی انجمن میں

جاہ و جلال ان کا لطف و کرم بھی ان کا
سحر آفریں نگاہیں جادو بھرا سخن میں

یہ اُن کی ہے نوازش جو کچھ عطا ہوا ہے
دھبہ نہ آنے پائے کوئی بھی پیرہن میں

یونہی گزرتا جائے ہر لمحہ زندگی کا
ہیں انجمن میں ان کی وہ اپنی انجمن میں

ہے آرزو سہیلؔ خستہ کی اب تو ہردم
ہو اتباع کامل مرے رہن سہن میں

(۵۲) منقبت

راحتِ اہلِ نظر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
ہر نظر سے باخبر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

مجھ کو تو کحل البصر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ
مرہمِ زخمِ جگر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

میں غلامانِ محمدؐ کا ہوں اک ادنیٰ غلام
میرے دل میں مستقر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

نور سے معمور ہے ہر وقت دل کی انجمن
رات دن پیشِ نظر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

جلوۂ کون و مکاں سے ہو گیا میں بے نیاز
سامنے شام و سحر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

جان کبھی دل بھی تصدق بوالعلائیؒ حسن پہ
دولتِ قلب و نظر ہے جلوۂ شاہِ رضاؒ

جس کو چاہا کر دیا دنیائے دوں سے بے نیاز
وہ سخی وہ حق نگر ہے جلوۂ شاہ رضاؒ

انجمن در انجمن اہل نظر پر ہے عیاں
شرح عرفاں سر بسر ہے جلوۂ شاہ رضاؒ

اللہ اللہ مجھ پہ ہے چشم شکوری کی نظر
کچھ نہ ہو دل میں مگر ہے جلوۂ شاہ رضاؒ

حسن عرفاں کی تجلی کیوں نہ ہو ایک ایک پل
باغ عرفاں کا شجر ہے جلوۂ شاہ رضاؒ

لا نہیں سکتا کوئی بھی خوبیاں الفاظ میں
خوب تر ہے خوب تر ہے جلوۂ شاہ رضاؒ

حسرت من حاصل آل پر تو حسن عظیم
مرکز قلب و نظر ہے جلوۂ شاہ رضاؒ

میں شکوری در کا سودائی ہوا ہوں اے سہیل
رات دن پیش نظر ہے جلوۂ شاہ رضاؒ

یہ منقبت گلشن رضاؒ میں ص ۳۶ پر ۱۳۷۰ھ میں چھپ چکی ہے۔

منقبت (۵۳)

بتاؤں آپ کو کیا ہے مقام شاہ رضاؒ
سکون اہل طلب ہے پیام شاہ رضاؒ

بروئے شاہ رضاؒ بر جھکے ہیں شاہوں کے
بچھر رہے ارتے ہیں ہر سو بنام شاہِ رضاؒ

نگاہِ چشم فلک دیکھتی ہے کیا مجھ کو!
رہے نصیب کہ میں ہوں غلام شاہِ رضاؒ

جنوں شوق کی نیرنگیاں نہ پوچھ ندیم
کہاں کہاں لئے پھرتا ہے نام شاہ رضاؒ

طلب درست ہو تو بے طلب بھی ملتا ہے
عجیب زمانے میں ہے فیضِ عام شاہِ رضاؒ

تری زباں پہ ہے حور و قصور اے زاہد
ہمارے واسطے کافی ہے نام شاہِ رضاؒ

خوشا نصیب کہ دنیا کی اب ہوس نہ رہی
ہمارا دل ہوا جب سے غلام شاہ رضاؒ

وہ دل کہ جس میں غم زندگی کی دنیا تھی
خدا کے فضل سے اب ہے قیام شاہِ رضاؒ

سبیلِ بادۂ عرفاں ہے ہر طرف جاری
پیئے بشوق زمانہ بنام شاہِ رضاؒ

سکونِ قلب ہے عنقا سہیل دنیا میں
مگر پیام سکوں ہے پیام شاہِ رضاؒ

یہ منقبت "گلزار شکوری" میں صفحہ ۳۱ پر سنہ ۱۹۵۷ء میں چھپ چکی ہے۔

(۵۴) تاریخ وفات تاج الاولیاءؒ

پیرِ کاملؒ ماہِ تابانِ رضاؒ — وہ درخشاں مہرِ عرفانِ رضاؒ
آسمانِ معرفت کا آفتاب — خلد میں ہے آج مہمانِ رضاؒ
راہِ تسلیم و رضا کا ماہتاب — ساقیِ میخانۂ عرفانِ رضاؒ
پیر کاملؒ پیر کی شب چل بسا — پیکرِ عہد وفا جانِ صفاؒ
دسویں ذی الحجہ کو بوقتِ عین شام — چھپ گیا خورشیدِ تابانِ رضاؒ

سالِ غم آغوشِ رحمت ہے آسیل

۱۹۵۵ء

خلد میں ہی آج مہمانِ رضاؒ

مندرجہ بالا تاریخ وفات "گلزارِ شکوری" میں صفحہ ۱۱۱ پر چھپ چکی ہے۔

(۵۵) غزل

جلوے تھے دور جب تک ان کے رخِ حسیں کے
تھے رائیگاں سراسر سجدے مری جبیں کے

کیا کہیے کیا کشش ہے جلووں میں اس حسیں کے
مرہونِ آستاں ہیں سجدے مری جبیں کے

پی کر شرابِ عرفاں سرمست ہو رہے ہیں
ہیں خوش نصیب طالب اس ساقیِ حسیں کے

ہے حاصل تصور ہر دم وہ شاہ خوبا
جلوے نگاہ میں ہیں آقائے دلنشیں کے
سو سو تجلیوں سے بھرپور ہر اشارہ
لطف و کرم ہیں روشن اس چشم سرمگیں کے
شاہ شکورؒ میں بھی یہ طرفہ شان دیکھی
ہاں آپ رہنما ہیں دنیا کے اور دیں کے
وہ ہیں کہ دور ہم سے دنیائے آرزو میں
ہم ہیں کہ منتظر ہیں اب وقت واپسیں کے
دنیا کے حسن والے جچتے نہیں تصور میں
ہم ہیں اسیر الفت اک ایسے مہ جبیں کے
میرے لئے ہے کافی بس اک نگاہ ساقی
اوروں کو ہو میسر یہ جام انگبیں کے
آ جائے گا نظارہ طیبہ کا اک نہ اک دن
ہوں گے سہیل پورے ارماں دل حزیں کے

یہ غزل "گلزار شکوری" کے صفحہ ۵۷ پر چھپ چکی ہے۔

منقبت (۵۶)

ادائے شاہ رضا سیرت شکورؒ میں ہے
عجب جلال نہاں طلعت شکورؒ میں ہے
نبیؐ کو راضی کیا حبیب رضاؒ ہوئے راضی
رضائے شاہ رضاؒ الفت شکوری سے

طلب سے بھی ہیں زیادہ نوازشیں ان کی
وفورِ لطف و عطا حضرتِ شکورؒ میں ہے

عطائے جود و سخا ہے مرے حضورؒ کی ذات
عطائے جود و سخا حضرتِ شکورؒ میں ہے

عذابِ قبر کا کھٹکا نہ خوف دوزخ کا
فلاح میری نہاں حضرتِ شکورؒ میں ہے

کرم ہے آپ کا جو دل مرا کیا آباد
کمالِ لطف و کرم رحمتِ شکورؒ میں ہے

سر اپنے آگے جھکاتے ہیں کج کلاہوں کے
کچھ ایسی ہیبت حق عظمتِ شکورؒ میں ہے

عیاں ہے فیضِ جہانگیریہ کی خاص ادا
جمالِ شاہ رضاؒ سیرتِ شکورؒ میں ہے

چڑھایا رنگ طریقت کا آپ نے ہم پہ
نہ پوچھئے جو سبق نسبتِ شکورؒ میں ہے

فضا میں رنگِ بقا شبیوں نہ اسکے خصائل
جو وسعت صبح و مسا الفتِ شکورؒ میں ہے

جسے کہیں نہ ملا ہو سکون وہ آئے یہاں
سکونِ اہلِ طلب دعوتِ شکورؒ میں ہے

سہیلؔ جس پہ نظر کی وہ ہوگیا کامل
وہ پایۂ اثر حضرتِ شکورؒ میں ہے

یہ منقبت گلزارِ شکوری صفحہ پر چھپ چکی ہے۔

(۵۸)

نعت

نعتیہ مشاعرہ بزم آہنگ
سنہ ۱۹۹۰ء واہ کینٹ

طرح مصرعہ: توحید کی کتاب کے عنواں تمہیں تو ہو

تخلیق کائنات کے عنواں تمہیں تو ہو
روحِ رواں عالم امکاں تمہیں تو ہو

تسکین قلب اور نظر جاں تمہیں تو ہو
فیضِ رساں رحمتِ باراں تمہیں تو ہو

جب اولیا ہیں ظلِ نبوت خدا گواہ
نورِ خدا ہو مظہر یزداں تمہیں تو ہو

جن کے سبب ہے گلشن توحید پر بہار
وہ صاحب شریعت و قرآں تمہیں تو ہو

نازاں ہیں اپنی بے سروسامانیوں پہ ہم
ہم بیکسوں کی زیست کا ساماں تمہیں تو ہو

جس کا اشارہ چاند کے دو ٹکڑے کر گیا
وہ معجزہ نور وحدت یزداں تمہیں تو ہو

روشن ہے جس کے نور سے صبح حیات عشق
وہ بے مثال مہر درخشاں تمہیں تو ہو

مردہ دلوں کو بخشدی ہے زندگی
جانِ مسیح ناز شِ دوراں تمہیں تو ہو

سارے جہاں پہ کس کا تصرف ہے یا نبی
اقلیم کائنات کے سلطاں تمہیں تو ہو

مہر و مہ و نجوم کے جلووں سے آشکار
ہر ذرہ کائنات میں پنہاں تمہیں تو ہو
چشمِ کرم سہیلِ حزیں پر بھی چاہیے
لاچار بیکساں کے نگہباں تمہیں تو ہو

۵۸ نعت

ہے کون عاصیوں کا سہارا ترے بغیر
ہو گا کہاں ہمارا گزارا ترے بغیر
مانگیں تو کس سے مانگیں کہاں جا کے مانگیں ہم
اب کون ہے ہمارا سہارا ترے بغیر
ملتا ہے تیرے در سے امیر و غریب کو
ہوتا ہے کب کسی کا گزارا ترے بغیر
کلمہ ہو یا اذان ہو تکبیر یا نماز
رہتا ہے رکن دین بھی ادھورا ترے بغیر
پرتو ہے تیرے حسن کا ہر ذرہ کائنات
خالق نے کب کسی کو سنوارا ترے بغیر
شاہا خبر لو جلد سہیلِ حزیں کی اب
بے چین رات دن ہے بیچارا ترے بغیر

نعت (۵۹)

خیالوں میں مرے وہ گیسوئے خمدار آتا ہے
تصور میں ہمارے احمد مختار آتا ہے

کرشمہ یاد کا ہے جب خیال یار آتا ہے
زباں پہ نام نامی سید ابرار آتا ہے

وہ رب العالمیں ہے رحمت للعالمیں تم ہو
خدا کی شان تم کو عاصیوں پہ پیار آتا ہے

شب معراج پہنچا قدسیوں میں غلغلہ فلک پر یہ
"محمد اشتیاق جس کا ہے وہی دلدار آتا ہے"

نہ دنیا کی طلب مجھ کو نہ عقبیٰ کی تمنا ہے
زیارت کو تمہارا طالب دیدار آتا ہے

حبیب کبریا ہو تم غریبوں کے سہارا ہو
کرم فرمائیے آقا کہ اک لاچار آتا ہے

تمہارے در پہ ہر دم سامنے رہتے مرا قدموں پہ سر ہوتا
تمنا یہ لئے دل میں سہیل زار آتا ہے

نعت (۶۰)

زباں و دل سے ہمیشہ یہ کام لیتے ہیں
خدا کے بعد محمد کا نام لیتے ہیں

جو نیک ہیں وہ تو رحمت کو تھام لیتے ہیں
دکھا تو ساقی کوثر سے جام لیتے ہیں

گنہ گار بھی امیدوار [illegible] ہیں
حضور بگڑتے ہوؤں کو بھی تھام لیتے ہیں

پڑھیں درود و سلام ان پہ ہم تو دل سے
تمہارے سامنے جب ان کا نام لیتے ہیں

مزہ درود کا [illegible] لیتے ہیں
ہم اپنے عشق محمد کا [illegible] لیتے ہیں

[illegible] عذاری بھی
قریب [illegible] لیتے ہیں

حبیب [illegible] شان کیا کہنا
[illegible] نام [illegible] احترام لیتے ہیں

[illegible] خستہ جگر کی حضور [illegible]
[illegible] نام لیتے ہیں

غزل (۶۱)

جگمگا اٹھی یہ دنیا مرے ارمانوں کی
پڑ گئی نظر کرم جب ترے دیوانوں کی

ہو خدا جس کا ثنا خواں دو عالم سارے
کیا حقیقت بھلا ہم جیسے ثنا خوانوں کی

خندہ پیشانی و خوش خلق تبسم لب پر
سحر افگن ہیں نگاہیں ترے مستانوں کی

آنکھوں آنکھوں میں پلا دیتے ہیں جام عرفاں
اب نہ حاجت رہی مینا کی نہ پیمانوں کی

ترے دیوانوں کا دیوانہ سہیل مسکیں
یاد میں رہتا ہے ہر دم ترے دیوانوں کی

منقبت (۶۲)

مرشدی آقا ہمارے پیشوا شاہ شکورؒ
آپ "تاج الاولیاؒ" ہیں۔ رہنما شاہِ شکورؒ

کس طرح چھوڑے گدا در آپ کا شاہِ شکورؒ
ہے ازل سے مری قسمت میں لکھا شاہِ شکورؒ

بو العلاؒ کے جانشیں حضرت علیؓ کے لاڈلے
جاں نثارِ حضرت شاہِ رضاؒ شاہِ شکورؒ

آپ محبوبِ خدا ہیں آپ ہیں نائبِ رسولؐ
آپ کا فرمانِ فرمانِ خدا شاہِ شکورؒ

رشکِ جنت ہوگئی یہ سرزمینِ پاک بھی
ہر جگہ پیغام پہنچا آپ کا شاہِ شکور رح

اک نگاہِ فیض نے دنیا بدل ڈالی مری
اللہ اللہ یہ تصرف آپ کا شاہِ شکور رح

بے سہاروں کا سہارا بیکسوں کے چارہ ساز
ہم غریبوں پر ہے احسان آپ کا شاہِ شکور رح

میں کہاں اور منقبت یہ آپ کی یا مرشدی!
ہے یہ اک ادنیٰ کرشمہ آپ کا شاہِ شکور رح

منحصر مجھ ہی پہ کیا یہ بارشِ ابرِ کرم
سب پہ یکساں ہے کرم یہ آپ کا شاہِ شکور رح

شمعِ دل تھا مرا ویران بھی تاریک بھی
آپ نے بخشا ہے اس دل کو جلا شاہِ شکور رح

فکرِ عقبیٰ اور غمِ دنیا سے ہیں وہ بے نیاز
جن کے حق میں آپ کی ہوگی دعا شاہِ شکور رح

آفتابِ حشر کی گرمی کا مجھ کو خوف کیا
سایۂ لطف و کرم ہے آپ کا شاہِ شکور رح

پی کے مئے وحدت ہوا متوالا و بے خود بنا
چشمۂ فیض و رشد کے ساقیا شاہِ شکور رح

نسبت کا مرکز قلب ہے روشنی زیبا [illegible]
تا ابد قائم رہے گا دل میں یا شاہِ شکور رح

آرزو ہے یہ سہیل خستہ جاں کی مرتے دم
میرا سر ہو اور در ہو آپ کا شاہ شکور

غزل (۶۳)

ستم اس طرح سما گئے مری نگاہ میں
ہم کھو کے رہ گئے ہیں تری بارگاہ میں

میں اور یہ رسائی تری بارگاہ میں!
ترا کرم ہے مجھ پہ حقیقت کی راہ میں

کچھ بھی نہ ہو بلا سے تمہاری نگاہ میں
سب کچھ ہو دوست تم تو ہماری نگاہ میں

دل میں سکون ہے مگر اک روگ لگ گیا
آیا ہوں جب سے دوست تمہاری نگاہ میں

آؤ گے تم کبھی نہ کبھی اس طرف ضرور
دھونی رما کے بیٹھا ہوں میں تیری راہ میں

کانوں میں گونجتی ہے صدا آپ کی حضور
"اپنے پرائے سب ہیں ہماری نگاہ میں"

وہ دن نہیں رہے مگر تازہ ہے داستاں
لاہور میں تھے آپ اور میں تھا واہ[ع] میں

کیا خوب پوچھتے ہیں کہ دل کیا ہوا سہیل
گم ہو گیا ہے آپ ہی کی جلوہ گاہ میں

علاوہ کیفیت

منقبت (۶۴)

پیامِ شاہ رضاؒ ہے پیامِ شاہ شکورؒ
سکونِ اہلِ طلب ہے پیامِ شاہ شکورؒ

ازل سے ہے مرے دل میں قیامِ شاہ شکورؒ
سکوں نہ کیوں ہو پیامِ شاہ شکورؒ

ہماری عقل ہی کیا ہے سمجھ میں آئے بھی کیا؟
بہت بلند ہے اعلیٰ مقامِ شاہ شکورؒ

کھنچے ہوئے چلے آتے ہیں میکشانِ دہر
عجب ہے میکدہ، مینا و جامِ شاہ شکورؒ

بہار آئی ہے گلشن میں آج پھر ساقی!
قبول رندوں کا کیجئے سلامِ شاہ شکورؒ

جنونِ عشق کی نیرنگیوں کا کیا کہنا
کہاں کہاں لئے پھرتا ہے جامِ شاہ شکورؒ

روش زمانے کی بدلی تو کیا ہوا ناصح
ہمارے سامنے ہے صبح و شامِ شاہ شکورؒ

یہ ساغرِ مئے وحدت ہے جامِ شاہ رضاؒ
مگر میں پیتا ہوں بہ اہتمامِ شاہ شکورؒ

کھلا ہے میکدہ دن رات آئے جو چاہے
پیئے پلائے یہ ہے اذنِ عامِ شاہ شکورؒ

مٹا سکے مٹ نہیں سکتا یہ سلسلہ ہرگز
رہے گا حشر تلک یہ نظام شاہ شکورؒ

سہیل سستی و غفلت پہ کب تلک تری!
کہ ڈھونڈھ رہا ہیں منزلیں اعلیٰ مقام شاہ شکورؒ!

منقبت (۶۵)

جام جم سے کم نہیں پیمانۂ شاہ شکورؒ
سامنے رکھتا ہوں میں میخانۂ شاہ شکورؒ

جلوۂ جانانہ ہے یا آئینہ شاہ شکورؒ
روئے نیر میں نمایاں جلوۂ شاہ شکورؒ

دل میں ہے عشق رخ جانانہ شاہ شکورؒ
آنکھوں میں ہے مستیٔ پیمانۂ شاہ شکورؒ

بیخودی میں بھی ہمیشہ ہوش میں رہتا ہے وہ
ہشیار مستی میں بھی ہے دیوانۂ شاہ شکورؒ

مختصر تجھ کو بتلا دوں یہ شیفتۂ عالم تمام ہے
ہر زباں پر آج ہے افسانۂ شاہ شکورؒ

گردشوں میں رہتی ہیں آنکھیں بھی میری
روبرو آجاتا ہے پھر چہرۂ شاہ شکورؒ

واعظا تجھکو مبارک خلد کی رنگینیاں
جنت الفردوس ہے کاشانۂ شاہ شکورؒ

فیض پاتا ہے زمانہ آج در سے آپ کے
ہے کھلا دن رات یہ میخانۂ شاہ شکور رح

آفتابِ حشر کی گرمی سے مجھکو خوف کیا
سر پہ مرے ہے ہمیشہ سایۂ شاہ شکور رح

دور سے آئے۔۔۔ ہیں یہ مہمان تاج الاولیا رح
ساقیا دے آج سب کو بادۂ شاہ شکور رح

ناز قسمت پر ہے مجھکو فخر ان کی ذات پہ
ہے سہیل خستہ جاں دیوانۂ شاہ شکور رح

(۶۶) منقبت

جس دل کے آئینہ میں قیام شکور رح ہے
اس زندگی میں عین نظام شکور رح ہے

رہتا ہے مری وردِ زباں نام آپ کا
کیا پیارا نام آپ کا نام شکور رح ہے

ہر ذرہ سے ہے جلوہ گری حضرت حضور
جس دل میں دیکھتا ہوں قیام شکور رح ہے

لب پہ تبسم سحر بیانی حضور کی
اللہ رے کتنا شیریں کلام شکور رح ہے

ہر ایں و آں سے ہو گیا دل بے نیاز اب
کیا پر سکوں پیام پیام شکور رح ہے

لب پہ سکوت نظریں جھکی جا رہی ہیں کیوں
دل مائل سجود و سلام شکور رح ہے

جتنا بھی ناز بخت پہ اپنے کروں ہے کم
دل شاد ہے کہ یہ بھی غلام شکور رح ہے

اب جا رہا ہوں کوچہ جاناں میں کر کے بل
کتنا حسین ماہ تمام شکور رح ہے

کچھ منحصر تجھی پہ نہیں اے دل حزیں
ہر دل کے آئینہ میں قیام شکور رح ہے

پیتا ہوں رات دن مئے عرفاں سہیل اب
دل میں خدا نگاہ میں جام شکور رح ہے

غزل (۶۷)

حشر میں بھی جلوۂ جاناں کو لے جائیں گے ہم
اپنے دل میں اُن کی صورت اُن کو دکھلائیں گے ہم

حشر میں یہ شور ہوگا کس کا دیوانہ ہے آ
خود ہی بلوائیں گے وہ دوڑے ہوئے جائیں گے ہم

آفتاب چشت ہو تم قادری عرفاں کے ماہ
پیکر حسن و وفا تم سا کہاں پائیں گے ہم

حسن والے تو ہزاروں ہیں کوئی جچتے نہیں
آپ سے بڑھ کر حسیں اب اور کیا پائیں گے ہم

ان کے جلووں میں ہوئے جاتے ہیں گم ہم اس قدر
ان کی صورت بن کے ان کے سامنے جائیں گے ہم

قبر میں منکر نکیر آئیں گے جب میرے پاس
آپ کی تصویر ان آنکھوں میں دکھلائیں گے ہم

مار ڈالو یا جلاؤ جس طرح چاہو رکھو
چھوڑ کر دامن تمہارا اب کہاں جائیں گے ہم

رہبر ایمان و دیں چشم عنایت کیوں نہیں
سایۂ رحمت کے نیچے حشر میں جائیں گے ہم

اک نہ اک دن ان کو سننا ہی پڑے گا حال دل
داستان غم انہیں اپنی سنا جائیں گے ہم

گرتے پڑتے آپ کے قدموں تک ہم آ ہی گئے
آپ کی محفل سے اٹھ کر اب کہاں جائیں گے ہم

ہے حریم ناز ان کی اور یہ سر ہے سجدہ ریز
چھوڑ کر اس مہ جبیں کو اب کہاں جائیں گے ہم

ہم اگر بچنا بھی چاہیں تو بہت مشکل ہے یہ
ان کی نظروں سے بھلا بچ کر کہاں جائیں گے ہم

دیکھ لیں گے حشر کے میدان میں ہم جب آپ کو
آپ کا دامن پکڑ کر بس مچل جائیں گے ہم

آپ کا لطف و کرم گر ہم پہ نہ ہو مولائے من
جیتے جی کب آئے ہمیں گھبرا کے مر جائیں گے ہم

یہ سہیلِ خستہ جاں ہے کشتۂ نازِ شکورؒ
کوچۂ جاناں میں آ تو سر کے بل جائیں گے ہم

منقبت (۶۸)

مرا دل ہو گیا پُر نور دربارِ شکوریؒ میں
ہوئیں آنکھیں مری مخمور دربارِ شکوریؒ میں

فرشتے آتے ہیں اللہ والوں کی ہے یہ محفل
خدا کا نور ہے وہ نور دربارِ شکوریؒ میں

پلا کر جامِ وحدت آپ نے مدہوش کر ڈالا
نظر آئی فضائے طور دربارِ شکوریؒ میں

وہ میرے سامنے ہیں اور میں ہوں سامنے ان کے
نہ ہو دل آج کیوں مسرور دربارِ شکوریؒ میں

مقدر اپنا اپنا ہے عقیدت اپنی اپنی ہے
کوئی نزدیک کوئی دور دربارِ شکوریؒ میں

نہ جنت کی تمنا ہے نہ غم ہے حشر کا مجھ کو
سراپا ہو گیا ہوں نور دربارِ شکوریؒ میں

اندھیرا ہر طرف چھایا ہوا تھا خانۂ دل میں
یہ ظلمت ہو گئی کافور۔ دربارِ شکوریؒ میں

مئے الفت پلا کر آپ نے سرشار کر ڈالا
مرا دل ہو گیا مخمور دربارِ شکوریؒ میں

یہ دل اپنا نہیں ہے دل یہ ان کا ہی تصرف ہے
ہوئے شیدائی سب مسحور دربار شکوری[رح] میں

ملا درد جنیدی[رح] سوز جامی[رح] عشق خسرو[رح] جب
ہوا ہر ذرہ رشک طور دربار شکوری[رح] میں

گرائی جاتی ہے بجلی سہیل ناتواں دل پہ
ہوا ہے دل مرا پر نور دربار شکوری[رح] میں

۶۹ غزل

جوش بڑھا جنون بڑھا عقل گئی خودی گئی
عالم ذوق شوق میں دل کی نہ بیخودی گئی

درد دیا کرم کیا زیست کی کتاب دی
عشق کا سبق ملا نفس کی سرکشی گئی

چاہا کہ کچھ سناؤں میں اس شوخ چشم ناز کو
درد بھری کہانی تھی مجھ سے نہ کچھ کہی گئی

یہ داستان درد دل ایسی تھی خونچکاں مری
مجھ سے نہ کچھ کہی گئی اس سے نہ کچھ سنی گئی

عکس جمال یار سے حسن جہاں کو ہے فروغ
سامنے آفتاب کے چاند کی چاندنی گئی

ساقی کے چشم ناز سے دنیا مری بدل گئی
پا گیا راز بندگی پہلی وہ بندگی گئی

حسن کی بارگاہ میں وارفتہ جب ہوا یہ دل
ہوش و حواس گم ہوئے عقل کی رہبری گئی

پہلے وہ بے نقاب ہوئے آ گیا پھر حجاب کچھ
حیرت میں کھو کے رہ گیا دل کی نہ تشنگی گئی

لاکھوں کو کر دیا غنی مفلس بھی ہو گئے دھنی
جود و سخا عجب ترا منگتوں کی مفلسی گئی

جلوؤں میں تیرے کھو گیا سربستہ راز پا گیا
کھویا ہوں اس قدر کہ اب میری ہستی خوشی گئی

در پہ بھکاری آ گئے جھولیاں ہاتھ میں لیے
بانٹا زکوٰۃ حسن جب سائل کی مفلسی گئی

ہو گیا پائمال دل حسن کی بارگاہ میں
مغلوب نفس ہو گیا سرکش تھا سرکشی گئی

دامن زیست چاک کر اپنا وجود پاک کر
صیقل لا سے صاف کر دیکھ کہ پھر دوئی گئی

صبح و مسا ہے ذکر و فکر آٹھوں پہر خیال یار
عالم ذوق و شوق میں دل کی نہ بیخودی گئی

تیری حریم ناز میں عقل و خرد کا کام کیا
اچھا ہوا کہ عشق میں عقل کی رہبری گئی

سہیل خستہ جاں بھی کشتۂ حسن یار تھا
راہ وفا میں جان دی عاشق تھا زندگی گئی

منقبت (۷)

سرکامل صاحب عرفاں تاج الاولیاؒ
واقف اسرار الانساں تاج الاولیاؒ

حق کا جو فرمان ہے فرمان تاج الاولیاؒ
فضل حق کا نام ہے فیضان تاج الاولیاؒ

ظل احمدؐ سایۂ داماں تاج الاولیاؒ
قبلۂ دیں کعبۂ ایمان تاج الاولیاؒ

شان ہے اللہ کی یہ شان تاج الاولیاؒ
حق کا جو مہمان ہے مہمان تاج الاولیاؒ

جانتے ہیں اہل دل عرفان تاج الاولیاؒ
دیکھتے ہیں چشم دل سے شان تاج الاولیاؒ

میرا ہر ہر سانس ہے قربان تاج الاولیاؒ
گوش و دل سے سنتا ہوں فرمان تاج الاولیاؒ

آپ نے اپنی غلامی میں کیا ہم کو قبول
ہم غریبوں پر ہے یہ احسان تاج الاولیاؒ

دولت ایماں سے ہم کو نوازا آپ نے
دین حق کے آپ ہیں برہان تاج الاولیاؒ

تم ہو محبوب الٰہی کے چہیتے لاڈلے
جان و دل سے ہم ہوئے قربان تاج الاولیاؒ

دین و دنیا قصر جنت حور و غلماں الوداع
زندگی کا ہیں مری سامان تاج الاولیا رح

زہد و تقویٰ آپ کے قدموں پہ سب قربان ہے
حق کی جس دن سے ہوئی پہچان تاج الاولیا رح

مٹ گیا حسنِ شکوری رح پہ دلِ خستہ خراب
قبلہ و کعبہ مرے ایمان تاج الاولیا رح

آپ کے اسمِ گرامی سے سکوں حاصل ہوا
میرے دل کے درد کا درمان تاج الاولیا رح

آپ کے لطف و کرم سے دل مرا آباد ہے
میرے حق میں رحمت باراں تاج الاولیا رح

آپ ہی کے دامن سے وابستہ رہوں
آئے جس دن حشر کا میدان تاج الاولیا رح

"راہِ مولا میں فنا ہستی کو کرنا چاہیئے"
آپ کا سر آنکھوں پہ فرمان تاج الاولیا رح

آپ کے فیضِ کرم سے طورِ دل روشن ہوا
نور حق کی ہو گئی پہچان تاج الاولیا رح

جلتے ہیں جام کوثر کی حقیقت بالیقیں
پی چکے جو بادۂ عرفان تاج الاولیا رح

لٹ رہی ہے بادۂ عرفاں وفا کے نام پہ
دیکھتے ہیں پی کے مستانہ تاج الاولیا رح

اہل دل اہل طلب اہل نظر سے پوچھیے
بارشِ ابرِ کرم فیضان تاج الاولیاؒ

پردۂ ہستی کو پہلے بوالہوس تو چاک کر
دیکھ لے پھر جلوۂ جانان تاج الاولیاؒ

جام عرفاں ہو عطا شاہ رضاؒ کے نام پہ
آپ کے گھر آئے ہیں مہمان تاج الاولیاؒ

زیست کی کشتی شکستہ آ پڑی منجدھار میں
المدد اے خاصہ خاصان تاج الاولیاؒ

آپ کی نظروں سے لاکھوں کی ہوئیں حل مشکلیں
مشکلیں مری بھی ہوں آسان تاج الاولیاؒ

گنبدِ خضرا کی زیارت ہو مجھے یارب نصیب
مدتوں سے دل میں ہے ارمان تاج الاولیاؒ

اب نہ چھوڑوں گا کبھی دامن تمہارا حشر تک
ہو سہیل ناتواں کی جان تاج الاولیاء

منقبت (۸۱)

راہِ حق میں سالکوں کے راہبر شاہ شکورؒ
آسمانِ معرفت کے ہیں قمر شاہ شکورؒ

قبلۂ ایمان و دیں اہل نظر شاہ شکورؒ
آستاں کی خاک ہے کحل البصر شاہ شکورؒ

آپ کی یادوں سے وابستہ ہے دل میں یادِ حق
آپ ہی کے چرچے ہیں شام و سحر شاہ شکور رح

مطمئن قلب و نظر بحرِ طلاطم خیز میں!
آپ ہی کے فیض کا یہ ہے ثمر شاہ شکور رح

میں برا ہوں یا بھلا آخرش ہوں آپ کا
ہو سدا مجھ پہ عنایت کی نظر شاہ شکور رح

دور ہوں مجبور ہوں بیکس بھی ہوں لاچار میں
ہجر میں بیتاب ہیں قلب و نظر شاہ شکور رح

مارا مارا پھر رہا ہوں پھر بھی لطفِ زیست ہے
آپ کی الفت کا یہ ادنیٰ اثر شاہ شکور رح

اِک نگاہِ کیمیا تھی کر گئی دل پہ اثر
اللہ اللہ آپ کی جادو نظر شاہ شکور رح

پاس اب کیا ہے مرے تم پہ تصدق کیا کروں
ہو چکے تم پہ فدا قلب و نظر شاہ شکور رح

بس گئے دل میں خیالوں میں تصور میں مرے
ہو گئے احسان مند ہم عمر بھر شاہ شکور رح

دل بنا آماجگاہِ درد و سوز و سازِ عشق
سجدہ گاہ مری ہے ترا سنگِ در شاہ شکور رح

آپ کے غم میں کہاں دل کو مرے تسکین و قرار
آپ کی فرقت میں ہیں اب چشمِ تر شاہ شکور رح

آپ کے لطف و کرم سے ہو گیا آباد دل
عشق کی پیدا ہوئی دل میں شرر شاہ شکور رح

بارشِ ابرِ کرم مجھ پہ نہ ہو کیوں اے سہیل
ہیں نگاہِ شوق میں آ نظرِ پیر شاہ شکور رح

(۴) غزل

جو ہاتھ اٹھے دعا کے وہی امتحاں کے ہیں
غم کیا! یہ امتحاں بھی اُسی مہرباں کے ہیں

وعدہ ازل سے دور ترے امتحان کے ہیں
ایام اب ہمارے یہ آہ و فغاں کے ہیں

کیوں غمِ جدائیِ جاناں نہ پوچھیے
رنج و الم یہ جور و ستم آسماں کے ہیں

چلتے ہیں دورِ جام کے شام و سحر بزم
احسان مجھ پہ یہ اُسی پیرِ مغاں کے ہیں

اپنے پرائے سب ہیں ہماری نگاہ میں
اعلان عام یہ اسی شاہ زماں کے ہیں

یہ آہ آہ واہ واہ سنتے ہیں رات دل
اثرات یہ فغاں کے ہیں درد نہاں کے ہیں

غافل نہ ہو سہیل حقیقت کی راہ سے
جو ہاتھ اٹھے دعا کے وہی امتحان کے ہیں

(۱) منقبت

پیمانہ جو نظر آیا ہے فضل الرحمن کی باتیں
سکونِ قلب ہے جب ہو رہی فضل الرحمن کی باتیں

دلوں میں جا گزیں ہیں جو فضل الرحمن کی باتیں
خیابوں میں بسی ہیں فضل الرحمن کی باتیں

ہے سوزِ عشق سے لبریز گویا داستاں تیری
سراپا درد ہیں فضل الرحمن کی باتیں

الستُ ربکم کی وہ صدا کانوں میں اب تک ہے
ازل سے گونجتی ہیں فضل الرحمن کی باتیں

شکوری حسن و خط و مثال قول و فعل کو دیکھو
وہی [illegible] وہی ہیں مخلص الرحمن کی باتیں

فسانہ میرا ہوتا ہے ترانہ ان کا گاتا ہوں
زباں پہ رات دن ہیں مخلص الرحمن کی باتیں

یہ جو چھپا ہاؤ ہو اک [illegible] سرنگیں کا ہے
نگاہوں [illegible] ہیں مخلص الرحمن کی باتیں

عیاں ہے رنگ [illegible] دیکھو
[illegible] ہیں مخلص الرحمن کی باتیں

یہ جو کچھ دیکھتے ہو [illegible] حالت ہے
ہوئیں [illegible] نمایاں مخلص الرحمن کی باتیں

زمیں سے آسماں سے چاند تاروں سے
عیاں ہو رہے ہیں مخلص الرحمن کی باتیں

قیامت تک مٹا سکتا نہیں [illegible] ادا انکی
رہیں نقش دل پہ مخلص الرحمن کی باتیں

[illegible]
بدالہ [illegible] سے ہوتی مخلص الرحمن کی باتیں

ذرا [illegible] جاکر
سمجھ کی جائے [illegible] مخلص الرحمن کی باتیں

[illegible] خستہ حال بنتا مضطر [illegible]
سناتا ہے [illegible] الرحمن کی باتیں

غزل (۷۵)

تری یاد میں اشک بہتے رہیں گے
قیامت تک ارمان مچلتے رہیں گے

نگاہوں سے پی کر بہکتا رہوں گا
وہ جام محبت پلاتے رہیں گے

مرا سر ہو اور تیرا پائے نازک
ترے نقش پا کے سہارے رہیں گے

تری یاد میں میرا ہر سانس گزرے
یونہی عمر اپنی گزارے رہیں گے

جدائی کا صدمہ بلا عمر بھر کو
[illegible] رہیں گے

تصور میں ساقی کو دیکھا کروں گا
ہمیں یاد کرکے [illegible]

تری یاد جب تک دلوں میں ہے باقی
جبینوں پہ نقش سجدہ رہیں گے

ہوا ہے نہ ہوگا حسیں کوئی تجھ سا
حسینوں میں تیرے ہی چرچے رہیں گے

مری زندگی کو سنوارا ہے تم نے
تری یاد کے ہم سہارے رہیں گے

سہیل حزیں ان کو دیکھا کرے گا
اگر سامنے [illegible]

منقبت (۷۶)

سبحان اللہ کیا ہے کثرت انوار [illegible]
[illegible] شان [illegible]

بہار [illegible]
[illegible]

معطر ہے فضا یہ بھینی بھینی کیسی خوشبو ہے ؟
کھلا ہے آج ہمدم گیسوئے خمدار ستاری رح

ادھر جلوے ادھر جلوے جدھر دیکھو ادھر جلوے
نمایاں ہر طرف ہے جلوۂ انوار ستاری رح

مئے عرفاں پیا کرتا ہوں اُن کے جام سے ہر دم
مرے سینے میں بھی ہیں موجزن اسرار ستاری رح

مری نظروں سے دیکھو نور کی قندیل روشن ہے
منور جلوہ عرفاں سے ہے دربار ستاری رح

مئے عرفاں شکوری رح جام میں بھر بھر کے دے ساقی
کوئی تشنہ نہ رہ جائے کبھی دربار ستاری رح

یہ حضرت کا کرم ہے واہ سے یہ منقبت لکھی
کہاں میں اور کہاں وہ نرگس مئے بار ستاری رح

ہے جاری بمبئی میں بادۂ عرفاں کا میخانہ
سدا ساقی رہے یہ میکدہ مئے بار ستاری رح

خدا راضی نبی راضی جو اس دربار تک پہنچا
ہے دربار شکوری کا یہ اک دربار ستاری رح

اسمٰعیل خستہ جاں کو فیض ان کا یونہی ہو حاصل
رہوں میں بھی سدا غلام خواجہ دربار ستاری رح

(٧٧) نعت

مثالی شہِ مرسلیں اللہ اللہ — نہیں دو جہاں میں کہیں اللہ اللہ
بلایا تمہیں بالیقیں اللہ اللہ — خدا نے خود اپنے قریں اللہ اللہ
کہاں طورِ موسیٰؑ کہاں روزِ محشر — ہو دیدار مجھ کو یہیں اللہ اللہ
کہا ربِّ ارنی سرِ طور موسیٰؑ — گئے آپؐ عرشِ بریں اللہ اللہ
حبیبِؐ خدا تیرے نعلین پا سے — بڑھی شانِ عرشِ بریں اللہ اللہ
شہِ مرسلیں آپؐ کے آستاں کو — ترستی ہے میری جبیں اللہ اللہ
منور ہوا جس کے پرتو سے عالم — تمہیں ہو وہ ماہِ مبیں اللہ اللہ
خدا کی قسم آپ کا کوئی ثانی — دو عالم میں ہمسر نہیں اللہ اللہ
بلائیں گے خادم کو روضہ پہ اپنے — ہے دل میں ہمارے یقیں اللہ اللہ

سہیلِ حزیں کے وہ پیشِ نظر ہیں
تصور میں روئے حسیں اللہ اللہ

(٧٨) غزل

دل ربا جلوہ دکھایا یار نے — اپنا شیدائی بنایا یار نے
میری ہستی کو مٹایا یار نے — خود سے بیگانہ بنایا یار نے
بادۂ [illegible] اپنی پلایا یار نے — خود بنایا خود مٹایا یار نے
چھوڑا [illegible] کہ دل [illegible] گیا — دار پہ مجھ کو چڑھایا [illegible]

پاس بلا کر محبت پیار سے ‏— دل پہ اک نشتر لگایا یار نے
جلوۂ رنگیں دکھایا یار نے ‏— لحنِ داؤدی سنایا یار نے
آرزوئے دید جب پیدا ہوئی ‏— لن ترانی کہہ سنایا یار نے
اے سہیلِ خستہ جاں میں کیا کروں
دربدر مجھ کو پھرایا یار نے

غزل (۷۹)

سناٹے کا عالم ہوتا ہے جب آدھی راتیں ہوتی ہیں
ہر طالبِ مسکیں کی اپنے محبوب سے باتیں ہوتی ہیں
اور اللہ اللہ اے دل کیا کہنا پُر کیف وہ راتیں ہوتی ہیں
کچھ مستی کی بارش ہوتی ہے کچھ راز کی باتیں ہوتی ہیں
وہ بہرِ عیادت آتے ہیں دارو نے شفا بھی لاتے ہیں
ہر رات مسیحِ دوراں کی بیماروں سے باتیں ہوتی ہیں
اے آہِ سحر گاہی اے دل ناکام محبت ہوتی ہے
یہ تو سحر گاہی ہے جاناں عشاق سے باتیں ہوتی ہیں
سہیلِ حزیں اب جب آتے ہیں کچھ اور ہی عالم ہوتا ہے
[illegible] تنہائی میں ان سے اسرار کی باتیں ہوتی ہیں

(۸۰) غزل

مقام عشق ہے کچھ سوچ لے انجام سے پہلے
یہاں سر دھڑ کی بازی ہے لگی ہر گام سے پہلے

تری ان شوخ چشم نرگس مئے بار کے قربان
ہوئے جاتے ہیں ہم بیہوش ساقی جام سے پہلے

حریم ناز الفت میں یہی آغاز الفت ہے
شکستہ دل دھڑک اٹھتا ہے تیرے نام سے پہلے

یہ شام زندگی ہے اور جھولی ہے مری خالی
لرزتا کانپتا ہوں رات دن انجام سے پہلے

مرے ساقی کا صدقہ ہے مری دنیا بدل ڈالی
کبھی حالت نہ ایسی تھی مئے گلفام سے پہلے

سہیل خستہ جاں بیتاب مضطر ہجر میں ہر دم
بہایا کرتا ہے آنسو کسی کے نام سے پہلے

(۸۱) غزل

انھوں نے دل کی دنیا کو مری کیا کیا بدل ڈالا
کسے بتلاؤں کیا تھا اور اس نے کیا بنا ڈالا

تری شان تغافل کے تصدق تجھ پہ میں قربان
نہ جانے کیا بلا ڈالا مجھے بے خود بنا ڈالا

نہ حاجت ساغر و مینا کی مجھ کو اے مرے ساقی
تری مخمور آنکھوں نے مئے عرفاں پلا ڈالا
شکوریؔ آئینہ میں بوالعلائیؒ شان ہے مظہر
رضاؔ کے طرز پر توحید کا ڈنکا بجا ڈالا
نہ جانے کیا ہے تری سرمگیں آنکھوں میں اے ساقی
نظر بھر کر جسے دیکھا اسے اپنا بنا ڈالا
سہیلؔ ناتواں پر ہو سدا چشم کرم ساقی
مئے عرفاں پلا کر آپ نے اپنا بنا ڈالا

غزل (۸۲)

جلوہ حسن یار ہے گردن جھکا کے دیکھ
مہماں کو اپنے خانۂ دل میں بسا کے دیکھ
مخمور چشم نرگس مئے بار کے نثار
میری طرف بھی ساقیا نظریں اٹھا کے دیکھ
قرباں ہر ادا پہ ہے دل میرا ساقیا
اے جان جاں ادھر بھی ذرا مسکرا کے دیکھ
سننی پڑیگی اُن کو مرے غم کی داستان
یہ داستان غم ذرا انہیں سنا کے دیکھ
میخانۂ شکورؔ سے محروم جائے کیوں؟
ہاتھوں میں اپنے جام و صراحی اٹھا کے دیکھ

اک مہ جبیں کا راز ہے افشا نہ ہو کہیں
آنکھوں سے آنکھ پی تے نگاہیں بچا کے دیکھ

دیوانہ ہے سہیل ترا تجھ پہ ہے نثار
اس کو حریم ناز میں اپنے بلا کے دیکھ

غزل (۸۳)

ساقی نگاہِ مست سے سب کو پلا کے پی
روحوں کی تشنگی کو خدا را مٹا کے پی

میخانۂ حیات میں اچھا نہیں گریز
اللہ اپنے سامنے مجھکو بٹھا کے پی

در کار بادہ ہے ہر سے میناۓ تو اب کو
ساقی مرے خیال کی محفل میں آکے پی

محروم رہ نہ جائے کوئی فیض سے ترے
ہر تشنہ کام عشق کو ساقی پلا کے پی

میخانۂ شکور کا تو رند ہے سہیل
کوثر کا جام ساقی کوثر سے لا کے پی

غزل (۸۴)

جلوہ اپنا دکھا گیا کوئی
مجھ کو اپنا بنا گیا کوئی
میری ہستی پہ چھا گیا کوئی
دل میں میرے سما گیا کوئی

مست وہ لے خود بنا گیا کوئی — جام عرفاں پلا گیا کوئی
منزل عشق میں بھٹکتا تھا — راہ سیدھی دکھا گیا کوئی
اپنی قسمت پہ ناز ہے مجھکو — میری بگڑی بنا گیا کوئی
بندگی کا تھا راز پوشیدہ — بندہ مجھ کو بنا گیا کوئی

کیوں نہ شکور ہوں سہیل غم کیوں ہو
راہ طیبہ دکھا گیا کوئی

(۸۵) قطعہ ۲/۷/۵ء

یہ حسن کا ہے کرشمہ کہ عشق کا جادو
مری نگاہوں سے تصویر یار بنتی ہے
یہ ہے کسی کا تصرف سہیل تو کیا ہے
نگاہ کس کی ہے تصویر کس کی بنتی ہے

جا بجا ہر شے میں نظر آتا ہے خواجہ تیرا
عقل حیرت میں ہے آخر یہ تماشا کیا ہے

(۸۶) غزل ۱۹۶۱ء

نظر طلب کی جب اہل نظر سے ملتی ہے
مراد دل کبھی ہاں انکے در سے ملتی ہے

نہ پوچھ دل پہ مرے کیا گذرتی ہے ہمدم
وہ ان کی جب میری نظر سے ملتی ہے
کسی کی یاد میں بہتے ہیں روز و شب آنسو
عجب یہ راحت دل چشم تر سے ملتی ہے
یہ ازدحام یہ کیف و سرور کی دنیا!
ضیائے معرفت اس سنگ در سے ملتی ہے
سہیل خستہ جگر کیوں فدا نہ ہو ان پر
جبین شوق طلب ان کے در سے ملتی ہے

دعا (۸۷)

درد دیا بھلا کیا اب مجھے سوز و ساز دے
مگر رسا تو کر عطا دل میں مرے گداز دے
پردے اٹھا نظر سے اب اسرار بیخودی کے سب
دنیا کو بھول جاؤں میں کچھ اس طرح نواز دے
جامی کا جام ہو عطا خسرو کا مجھ کو رنگ دے
خود کو بھی بھول جاؤں میں رومی سا دل گداز دے
سودا نہ رہے جنوں کا ہو دل مرا پُر سکون ہو
ایک ہی نظر کی بات ہے مجھ کو بھی اب نواز دے
قلب و نظر میں تو ہی تو جلوہ ترا ہو کو بکو
دیکھوں تجھی کو روبرو وہ چشم نیم باز دے

جس کو ہے آسرا ترا اس کو غرض کسی سے کیا
سہیل ناتواں کو تو طرۂ امتیاز دے

(۸۸) نعت

یوں تو کہنے کو زمانہ ترا سودائی ہے
ہے یہ حیرت کہ خدا خود ترا شیدائی ہے

رب ہے عالم کا خدا۔ رحمت عالم تم ہو
بات چھپنے کی نہیں یہ صفت ہرجائی ہے

ہو گئے دونوں جہاں سے زہے قسمت آزاد
آپ کے در کی غلامی تو شہنشاہی ہے

باعث زینت کونین ہیں سرکار مرے
آپ کے دم سے مرے دم میں توانائی ہے

جان و دل سے ہے فدا ان پہ سہیل مضطر
سنتے ہیں آپ سے ان کی بھی شناسائی ہے

(۸۹) منقبت ۱۹۶۱ء

اللہ رے بنی ہی دیار شکور میں
کس چیز کی کمی ہے دیار شکور میں

کیف و سرور ہر طرف انوار کا نزول
رحمت برس رہی ہے دیار شکور میں

دنیا و دین دونوں کا ملتا ہے درس یہاں
مٹ جاتی ہے خودی بھی دیار شکور میں

روز ازل سے ان کے غلاموں کا ہوں غلام
نسبت ملی ہے مجھکو دیار شاکر رح میں
پوچھو نہ کچھ سہیل کے لیل و نہار کو
دن اب گذر رہے ہیں دیار شکور رح میں

۹۰ منقبت ۱۱/۱۰/۷۹ء

جان تاج الاولیا ہے آن تاج الاولیاء رح
نیّر عرفان حق ہے شانِ تاج الاولیاء رح
وحدت و کثرت ہیں دو چشمانِ تاج الاولیا رح
ہیں علاء الدین رح و نیّر جانِ تاج الاولیا رح
سج رہا ہے آج پھر ایوان تاج الاولیاء رح
آ رہے ہیں اب یہاں مہمانِ تاج الاولیاء رح
منحصر مجھ ہی پہ کیا ہے فیضان تاج الاولیاء رح
سارے عالم پہ ہوا فیضانِ تاج الاولیاء رح
مری قسمت کا ستارہ اوج پر ہے اے ندیم رح
میرے ہاتھوں میں بھی ہے دامانِ تاج الاولیاء رح
پوچھنے کی بات کیا ہے شانِ تاج الاولیاء رح
دیکھئے آکر یہاں فیضانِ تاج الاولیاء رح
کیا بتاؤں آپ کو فیضان تاج الاولیاء رح
سنکڑوں کیا ہیں ہما پہ احسانِ تاج الاولیاء

آپ کا دربان جو ہے شاہوں سے رتبہ کم نہیں
مرحبا! میں بھی ہوا دربانِ تاج الاولیاءؒ

آپ کا فرمان ہے حکمِ خدا حکمِ رسولؐ
منعم ہے شاہ رضاؒ فرمانِ تاج الاولیاءؒ

پھر بہار آئی چمن میں ہو رہا ہے ازدحام
نور کے سائے میں ہیں مہمانِ تاج الاولیاءؒ

رہتے ہیں اپنے پرائے سب نگاہوں میں مری
گونجتا ہے آج تک اعلانِ تاج الاولیاءؒ

کیسے کیسے گل کھلے سینچا چمن خونوں سے
کیسا ہے شاداب یہ بستانِ تاج الاولیاءؒ

"ذکرِ حق ذکرِ نبی عشقِ خدا حبِّ رسولؐ"
سارے عالم کو ہے یہ فرمانِ تاج الاولیاءؒ

اِک نگاہِ فیض نے دل کو منور کر دیا
دولتِ عرفاں ہے عرفانِ تاج الاولیاءؒ

گرمیِ خورشیدِ محشر کا مجھے کیا غم ندیم
سر پہ ہے جب سایۂ دامانِ تاج الاولیاءؒ

یہ [illegible] خستہ جاں ہے اور در شاہ رضاؒ
میں بھی ہوں اک ریزہ چیں از خوانِ تاج الاولیاءؒ

جان و دل سے ہو گیا شیدا [illegible]
جب سے دیکھا ہے رخِ [illegible] تاج الاولیاءؒ

منقبت (91)

سراپا نور یزدانی محی الدین جیلانی رح
ہمارے پیر لاثانی محی الدین جیلانی

تمہیں زیبا ہے عالم کی جہانگیری جہانبانی رح
دلوں پر کی ہے سلطانی محی الدین جیلانی

کیا سیراب تم نے گلشن توحید یزداں سے
تمہارا نام لافانی محی الدین جیلانی رح

کیا اسلام کو زندہ دوبارہ آپ نے آکر
شہ اقلیم غوثانی محی الدین جیلانی رح

حسینی اور حسنی ذات عالی آپ کی حضرت
علی رض کے دلبر جانی محی الدین جیلانی رح

بجا ہے دین کا ڈنکا تمہارے دم سے عالم میں
تم ہو محبوب سبحانی محی الدین جیلانی رح

کوئی مانے نہ مانے ہم یقیں ایمان رکھتے ہیں
سراپا نور رحمانی محی الدین جیلانی

دکھا دو روئے زیبا اب سہیل خستہ حال کو تم
محی الدین جیلانی رح محی الدین جیلانی رح

(۹۲) منقبت

مرحبا صد مرحبا یہ محفلِ شاہِ شکورؒ
روح پرور کس قدر ہے محفلِ شاہِ شکورؒ

درس ملتا ہے یہاں قرآن کا توحید کا
جلوۂ شانِ خدا ہے محفلِ شاہِ شکور

محفلِ خیرالوریٰ ہے محفلِ شاہِ رضاؒ
محفلِ شاہِ رضاؒ ہے محفلِ شاہِ شکورؒ

تیری منزل اور ہوگی واعظا تیرے لئے
میری منزل تو فقط ہے محفلِ شاہِ شکورؒ

وہ پلاتے ہیں مئے عرفاں نگاہِ خاص سے
رہبرِ راہِ خدا ہے محفلِ شاہِ شکورؒ

آپ کی روشن جبیں روشن نظر ہیں نثار
کس قدر پرنور ہے یہ محفلِ شاہِ شکورؒ

اک نگاہِ فیض نے دنیا بدل ڈالی مری
راحتِ اہلِ نظر ہے محفلِ شاہِ شکورؒ

یوں تو دنیا میں ہزاروں محفلیں برپا ہوئیں
میرے دل میں بس گئی ہے محفلِ شاہِ شکورؒ

ہو گیا ہے فیض بار آنکھوں کا شیدائی ہلیل
تا ابد فیض رساں ہے محفلِ شاہِ شکورؒ

خودنوشت سوانح حیات

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد بندہ درگاہ سید شہاب الدین بن سید شاہ نجم الدین چشتی ابوالعلائی بن سید واجد حسین بن سید واجد علی بن سید شاہ امجد علی بن سید شاہ مشتاق علی ساکن موضع کابر ضلع گیا صوبہ بہار عرض پرداز ہے کہ ہمارے خاندانی کرسی نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا خاندانی سلسلہ پشت کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ کرسی نامہ کا اقتباس ذیل میں درج ہے۔

۱۳۲۰ فصلی

اما بعد آنکہ کرسی نامہ سید عمر علی ولد سید محمد درویش ساکن دہ اک موضع شمس پورہ محلہ پرگنہ سوت سرکار صوبہ بہار آنکہ بزرگ حضرت شاہ مرتضیٰ علی ابن ابو طالب کرم اللہ وجہہ بزرگ حضرت امام حسین شہید دشت کربلا است بزرگ حضرت امام زین العابدین بزرگ حضرت امام باقر بزرگ حضرت امام جعفر صادق بزرگ حضرت امام موسیٰ کاظم بزرگ حضرت امام موسیٰ علی رضا بزرگ حضرت امام تقی شہید سکونت گرفتہ باشد بزرگ حضرت امام نقی بزرگ حضرت امام عسکری بزرگ حضرت موسیٰ علی رضا درشہد

سکونت گرفتہ باشد بزرگے حضرت بہلول قدس علی العزیز سکونت گرفتہ باشد بزرگے حضرت سید بہت قصبہ بدایوں سکونت گرفتہ باشد بزرگے حضرت سید بدر قصبہ بدایوں سکونت گرفتہ بزرگے حضرت سید محمود در موضع چک نصیر بکسایاں نزد دہلی سکونت گرفتہ باشد بزرگے سید داؤد مالک شمس پورہ سکونت گرفتہ باشد بزرگے حضرت سید شہباز و محمد زاہد و حبیب اللہ ساکن مالک شمس پورہ سکونت گرفتہ باشد حضرت سید قیام الدین موضع پیرو سکونت گرفتہ باشد بزرگے حضرت سید حماد درویش ساکن قصبہ کابر سکونت گرفتہ باشد بزرگے سید محمد رضا موضع پوکر سکونت گرفتہ باشد سید [illegible] علی و [illegible] علی قصبہ کابر سید شاہ محمد معشوق قصبہ کابر پسران امجد علی جعفر علی فرزند علی و منجر علی سید امجد علی۔ پسران سید واحد علی قمر علی غلام حسین دل جان حسین و دلاور حسین۔ واحد علی پسر واجد حسین۔ قمر علی پسر فائض الدین واحد حسین پسران سید امین الدین و نجم الدین۔

کرسی نامہ کے علاوہ خاندانی تحریر شریف ہے جس میں میرے بڑے بھائی معین الدین اور [illegible] الدین بھائی تک سلسلہ پیری و مریدی رہا اب اس وقت کوئی نہیں ہے۔

تقسیم ہند دور حاضر میں تقسیم ہند کے بعد بے شمار لوگ ترک وطن کر کے [illegible] میں مختلف علاقوں میں سکونت اختیار کر لی۔ قصبہ کابر کیا اور

اس کے قرب وجوار کے لوگ زیادہ تر کراچی میں آباد ہو گئے۔ میں نے بھی کراچی مستقل سکونت اختیار کر لی۔

قصبہ کابر کے حالات

صوبہ بہار ضلع گیا کے تھانہ ٹکاری کے علاقہ میں کابر ایک بہت بڑا قصبہ ہے۔ علاوہ دوسری قوموں کے اس بستی میں تقریباً سو گھرانے سادات کے تھے ان میں چھ سات گھرانے پیرزادوں کے تھے۔ ان خاندانوں میں پیری مریدی کا سلسلہ چلا آرہا ہے دور دراز علاقوں میں جاکر رشد و ہدایت اور اسلام کی تبلیغ و ترویج میں مصروف رہے، زمانے کے انقلاب نے اس بارونق اور ادو قصبہ کو تقریباً ویران کر دیا تعلیم یافتہ خوشحال اور اچھے لوگ رفتہ رفتہ شہروں میں آباد ہوتے گئے کچھ پاکستان آگئے۔ پیری مریدی کا سلسلہ منقطع ہوتا گیا۔ حال ہی میں ہمارے ایک ہم وطن عزیز دوست محترم سید مشتاق احمد فاطمی صاحب نے اپنی ایک کتاب "غبار وطن" میں قصبہ کابر کا ایک مختصراً جائزہ پیش کیا ہے۔ جس سے اس قصبہ کی ایک جھلک معلوم ہو جاتی ہے۔ حقیقت میں یہ کتاب لکھ کر ہمارے محترم فاضل دوست نے اس قصبہ کو تاریخ کے صفحات پر ایک حیات دوام بخشی ہے،

ولادت

میری پیدائش اسی اجڑے دیار قصبہ کابر میں ۱۹۱۱ء میں ہوئی جہاں کسی زمانہ

بن جہل پہل تھی، تعلیم و ترقی کا دور تھا۔ تہذیب و اخلاق
کا گہوارہ تھا ہندو مسلمان اتحاد کا نمونہ، سکون و اطمینان
کے آثار نمایاں تھے۔ معاشرہ پاک و صاف تھا۔

والد کا وصال

جب میں صرف سوا مہینہ کا تھا کہ میرے والد بزرگوار سید
نجم الدین بن سید ماجد حسین بن سید واجد علی بن سید
امجد علی بن سید محمد معشوق علی کا سایہ میرے سر سے اٹھ گیا۔
تبلیغ کے سلسلے میں سفر روانہ ہوتے وقت آپ نے میری والدہ محترمہ
سے فرمایا کہ اب میں واپس نہیں آؤنگا اور میرے برادر معظم سید
معین الدین صاحب وصیت فرمائی کہ میرے بعد اب گھر کا تمام
انتظام تم کرنا۔ سفر سے واپسی کے وقت راستہ میں ایک مرید
کے یہاں موضع روپ بھروپ میں وصال فرمایا۔ یہ بستی قصبہ
کابر سے تقریباً آٹھ دس میل کے فاصلے پہ پامر گنج ریلوے اسٹیشن
(مین لائن پر) کے قریب واقع ہے اس گاؤں میں آپ کا مزار مرجع خلائق
ہے، ہر سال عرس ہوتا ہے اس وقت میرا خاندان والدہ صاحبہ بھاوج
صاحبہ بڑے بھائی معین الدین منجھلے بھائی محی الدین ہمشیرہ سلمہ
خاتون چھوٹی بہن محفوظ اور رحیمہ پر مشتمل تھا۔ بڑے بھائی
۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے اور منجھلے بھائی ۱۸۹۶ء میں

میرے چچا سید امین الدین نے رانچی میں سکونت اختیار
... [illegible] ... محی الدین سید شفیع الدین

سید وصی الدین سید متین الدین اور سیدہ عابدہ زوجہ سید فضل الرحمن بھی رانچی ہی میں تھے۔ والد صاحب کی وفات کے بعد میری چچی امیرن بنت سید چراغ علی ساکن کرما رانچی سے آئیں، اور والد صاحب کی وصیت کے مطابق ہمشیرہ سلمہ اور محفوظہ کی شادی اپنے بیٹے سید وصی الدین اور سید متین الدین کے ہمراہ کر دی اور اپنے ساتھ رانچی لے گئیں۔

تعلیم و تربیت

میری تعلیم و تربیت کا خاص انتظام بڑے بھائی معین الدین صاحب نے کیا۔ میری ابتدائی تعلیم اسی قصبہ کابر کے مکتب میں سید الیاس، سید محمد رضا، سید محمد تفضل حسین حضرات کے زیر نگرانی یکے بعد دیگرے ہوتی گئی۔ اس زمانے میں فارسی کا بھی رواج تھا ہندو بھی فارسی پڑھا کرتے تھے۔ صبح میں سید تفضل حسین صاحب سے اردو عربی اور فارسی پڑھتے اور شام کے وقت پاٹھ شالہ میں گروجی سے حساب پہاڑہ وغیرہ پڑھتے۔

۱۹۱۳ء میں کابر میں طاؤن (پلیگ) کی وبا پھیل گئی میں بھی اس مرض میں مبتلا ہو گیا۔ سب لوگ دوسری جگہ بھاگ چلے گئے آخر میں جب میری طبیعت اچھی ہوئی بھائی صاحب نے مجھ کو بھی منجھلے بھائی کے ساتھ رانچی ان کے اہل و عیال کے ساتھ روانہ کر دیا۔ ان کی ملازمت رانچی میں تھی اور خود اپنے اہل و عیال

کے ساتھ موضع دلیلی ضلع پلاموں میں سکونت اختیار کرلی میرا دل منجھلے
بھائی کے پاس نہ لگا اس لئے مجھے بھی اپنے پاس بلوالیا۔ ان کی خواہش
تھی کہ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کروں۔ وہ مکتب میں پڑھاتے تھے اور پیری
مریدی کا بھی سلسلہ سارے ضلع میں دادا پردادا کے زمانے سے پھیلا
ہوا تھا۔

ہائی اسکول میں داخلہ

کچھ دنوں تک ان کے مکتب میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد مجھے دو سال کے لئے وظیفہ مل گیا اور میرا داخلہ درجہ چہارم میں گڑھوا ہائی اسکول میں ہو گیا اور ۱۹۳۵ء میں اسی اسکول سے میٹرک کا امتحان پٹنہ یونیورسٹی سے سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا۔

ٹیچرس ٹریننگ

میٹرک پاس کرنے کے بعد مقابلہ کے امتحان میں میرا انتخاب ہو گیا اور ۱۵ روپیہ ماہوار کا دو سال کے لئے وظیفہ ملنے لگا۔ اس زمانہ میں ۲۰ روپیہ ۲۵ روپیہ کی ملازمت مشکل گورنمنٹ محکمہ میں ملتی تھی۔ دو سال کے بعد رانچی ٹریننگ اسکول سے امتحان دیا اور پٹنہ بورڈ سے سیکنڈ ڈویژن میں ۱۹۳۷ء میں امتحان پاس کیا۔

ملازمت

یکم جنوری ۱۹۳۸ء سے گھرگ ڈیہہ اسکول میں اردو ٹیچر ہو گیا۔ بعد ہیڈ اردو ٹیچر اور اسسٹنٹ اسکاؤٹ ماسٹر مقرر ہوا۔ ۱۹۴۱ء میں انٹرمیڈیٹ کا امتحان بحیثیت ٹیچر پرائیویٹ طور پر پٹنہ یونیورسٹی سے پاس کیا۔ پاس ہوتے ہی کلکتہ

جا کر ایک مقابلے کے امتحان میں بہت اچھے نمبر سے پاس ہو گیا اور فوراً
ہی ملٹری اکاؤنٹ ڈیپارٹمنٹ میں ۲۵ اگست سے ملازم ہو گیا۔ ڈیڑھ ماہ
بعد دوسرے مقابلے کے امتحان کی بنا پر میری ترقی ہو گئی اور کلکتہ سے
آگرہ تبادلہ ہو گیا۔ آگرہ سے کانپور تبادلہ ہوا وہاں سے پاکستان آپٹ کر کے
۲۰ دسمبر ۱۹۴۷ء کو بذریعہ بمبئی ہوتا ہوا اسٹیرالہ جہاز سے کراچی معہ اہل و
عیال خیریت کے ساتھ پہنچ گیا۔ وہ عبوری دور بہت ہی قیامت خیز
تھا تمام ہندوستان میں مسلمانوں کی جان و مال عزت و آبرو سے ہولی
کھیلی جا رہی تھی، کراچی سے لاہور، لاہور سے واہ کینٹ گیا وہاں
محکمہ کا اعلیٰ امتحان S-A-S ۱۹۵۰ء میں پاس کیا۔ واہ کینٹ
سے ڈھاکہ مشرقی پاکستان تبادلہ ہو گیا۔ ڈھاکہ سے اسلام آباد
تبادلہ ہو گیا وہاں سے ۱۹۷۱ء میں کراچی تبادلہ ہو گیا ۱۹۷۳ء میں
بحیثیت آفیسر ریٹائر ہو گیا اور کراچی ہی مستقل سکونت اختیار کر لی
پنشن کے بعد مختلف فرموں اداروں میں ملازمت کی لیکن ماحول
صاف ستھرا نہ ہونے کی وجہ سے طبیعت نہ لگی آخر کار اپنی پسند
کی ملازمت اسکول میں مل گئی اور اب ایک مقامی اسکول میں بحیثیت
ہیڈ ماسٹر اور دوسری اسٹاف میں ٹیچر کام کر رہا ہوں گو تنخواہ کم
ہے لیکن دل مطمئن ہے

شادی ۱۹۲۸ء میں سارڈا بل کے نفاذ کا چرچا سارے
ہندوستان میں تھا اور مسلمانوں میں بے چینی
پھیلی ہوئی تھی کیونکہ اس بل کے مطابق ۱۸ سال سے کم عمر

میں کسی لڑکے اور لڑکی کی شادی نہیں ہوتی تھی اور مسلمان اپنے مذہب
میں مداخلت تصور کرتے تھے چنانچہ اس سال بے شمار نابالغ لڑکوں
اور لڑکیوں کی شادی ہوگئی۔ بھائی صاحب نے بھی میری شادی
۱۵ سال کی عمر میں ۱۹۳۱ء میں سید محمد عباس سریہ کابری بلیل
بہار کی صاحبزادی معصومہ خاتون سے کر دیا۔ اس وقت
میں جماعت پنجم میں پڑھتا تھا۔ صاحبزادی موصوفہ اسم باسمی تھیں
صورت و سیرت میں لاجواب کفایت شعار و وفادار تھیں
ان سے بڑی لڑکی انوری خاتون ۱۹۳۵ء میں منجھلی لڑکی شکیلہ خاتون
تقریباً ۲½ سال کے بعد اور چھوٹی لڑکی سعیدہ خاتون
سنہ ۱۹۴۲ء میں پیدا ہوئی۔ نہال احمد ۱۹۴۳ء میں پیدا ہو کر
دو ہفتہ کے بعد انتقال ہوگیا۔ زچگی ہی کی حالت میں اہلیہ
کا بھی انتقال ہوگیا۔ دوسری شادی عبدالخالق مختار مرحوم
کی صاحبزادی حسن آرا سے ۱۹۴۵ء میں ہوئی۔ یہ بھی
نیک سیرت وفادار خدمت گزار نمازی اور پرہیزگار رہیں،
انہوں نے والدین بھائی بہن عزیز و اقارب کو چھوڑ کر
ہمارے ساتھ پاکستان چلی آئیں ان کی عمر شادی کے وقت
بمشکل پندرہ سال کی ہوگی بہت خوش اسلوبی سے تینوں
بچیوں کی پرورش کی۔ پڑھایا اور شادی میں پیش پیش
رہیں ہماری ضعیف والدہ کی بہت خدمت کی ہمارے دوسرے
عزیز و اقارب سے ساتھ بھی اچھی طرح پیش آئیں۔ وہ بے مثال

کردار کی حامل ہیں اس دور میں ایسی عورت کا ملنا بہت مشکل ہے ان سے کنیز فاطمہ ۱۹۵۷ء میں عزیز فاطمہ ۱۹۶۴ء میں نثار فاطمہ ۱۹۶۶ء میں اور قطب الدین ۱۹۶۸ء میں پیدا ہوئے کنیز فاطمہ سے صائمہ، نورین اور عظیم الدین ہیں۔

وفات و دیگر حالات

بڑے بھائی معین الدین صاحب کا انتقال ۱۹۴۷ء میں ہوا۔ ان کے تین صاحبزادے حسین الدین فہیم الدین غیاث الدین اور اور پانچ صاحبزادیاں مشہودہ شہودہ صغرہ اکبرہ اور تبیرہ ہوئیں منجھلے بھائی وحی الدین کا انتقال ۱۹۵۱ء میں ہوا۔ ان کے چار صاحبزادے صغیر الدین ضیاء الدین جمیل الدین حلیم الدین اور ایک صاحبزادی منیزہ خاتون۔ حسین الدین کی شادی منیزہ خاتون سے ہوئی دونوں لانڈھی میں آباد ہو گئے ان سے تین لڑکیاں نہال فاطمہ نصرت مسرت اور ایک لڑکا اکرام الدین جمیل الدین کی شادی انوری خاتون سے ہوئی ان سے چار لڑکے حسن اقبال، ناصر، علی اور دو لڑکیاں کوثر فاطمہ ارم فاطمہ۔ والدہ محترمہ صغرا خاتون بنت سید عبد الرحیم کریانواں کا انتقال ۱۹۶۱ء میں واہ کینٹ میں ہوا۔ شکیلہ خاتون زوجہ سید طاہر ہاشمی کا انتقال واہ کینٹ میں ہوا۔ ان سے پانچ لڑکے تحسین، طاہر طیب زاہد۔ منظر۔

سعیدہ خاتون زوجہ سرفراز احمد بن اعجاز احمد وارث گینٹ
میں سکونت اختیار کرلی ان سے رقیہ رفعت طلعت سیمیں
اور دو لڑکے مختار احمد صغیرہ خاتون زوجہ سید نسیم الدین
بن سید وصی الدین لیبیا میں آباد ہو گئے ان سے دو لڑکے
احمد اور محمود اور دو لڑکیاں نسیمہ اور ماہ منیر۔

عظیم نعمت عظمیٰ

۱۸ اپریل ۱۹۵۲ء بروز جمعہ ۲۰ سال
کی عمر میں ڈرامائی طور پر حضرت
قبلہ تاج الاولیاء مولائی مرشدی سیدنا محمد عبدالشکور
قدس سرہ العزیز کے دست حق پرست پر شرف بیعت
ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ ہماری زندگی کا اہم موڑ
اور ایک عظیم ترین انقلاب ہے۔ یہ بیعت زندگی کا اصل
مقصد ہے اس سے سکون قلب حاصل ہوتا ہے۔ اس کی
بدولت میری ایک کتاب "ضیاء الاولیاء" وجود میں آئی اور
پیش نظر تصنیف "غنچۂ شکوری" کا سبب ہے۔ یہ
ایک مستقل اور طویل داستان ہے جس کی اس مختصر
تصنیف میں قطعاً گنجائش نہیں ہے

آنکھ کیا لڑی مری دنیا بدل گئی

ایک مہینہ کے بعد یعنی مئی ۱۹۵۲ء ہماری والدہ محترمہ ہماری
اہلیہ اور تینوں بچیاں انوری، شکیلہ اور سعیدہ نے
بھی حضرت کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کی

کچھ عرصہ کے بعد آستانہ عالیہ سے خلافت و اجازت بھی
عطا ہوئی۔ حضرت قبلہ تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف کرانا گویا
آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ آپ نے جو احسانات
و کرم نوازیاں اس ناچیز پہ عطا فرمائیں اور فرما رہے
ہیں اگر ان سب کو قلمبند کروں تو ایک ضخیم کتاب ہو جائے
میرا سارا کلام "غنچۂ شکوری" بھی انہیں کے حسن کرم
اور چشم عنایت کا کرشمہ ہے ورنہ کہاں میں اور کہاں
"ضیاء الاولیاء" کی تالیف اور "غنچۂ شکوری" کی تصنیف!
ع میری ہستی پہ چھا گیا کوئی

۴۔ ہماری زندگی کے بہترین ایام ۱۹۵۲ء سے ۱۹۵۵ء تک
حضرت مرشدی کے حیات مبارکہ کے زمانے میں واہ کینٹ
میں گزرے۔ ذوق و شوق کی فراوانی، کیف و مستی کی روانی،
انوار و عرفان کی بارش، خشوع و خضوع کا دور، اشغال
کی روانی، کیف و سرور کی دنیا ایسا معلوم ہوتا تھا
کہ کوئی انوار کے دھاروں میں بہائے لئے جا رہا ہے،
غم ایام سے بے پرواہ، نہ کسی کا خوف نہ کوئی کھٹکا، ایک
دھن تھی، ایک لگن تھی، سرور تھا، مستی تھی، قافلہ
حیات رواں دواں تھا اسی مستی کے عالم میں حضرت کی
اجازت سے رمضان المبارک میں ۱۹۵۵ء میں مرزا کھل
جبا کانگ حضرت فخر العارفین رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ

العارفین کے مزار مبارک پر حاضری کا شرف حاصل ہوا
یہ سفر بذریعہ ہوائی جہاز ہوا۔ تین دن اور تین رات
آستانہ عالیہ پر قیام رہا۔ ۱۵ روزہ سفر کے بعد
ہشاش بشاش کیف و مستی سے سرشار لاہور حضرت
کی قدم بوسی کرتے ہوئے بحکم مرشدی عید کی صبح کو واہ کینٹ
واپس آگیا۔ سفر میں برابر روزہ رکھا۔ وہ دور تھا۔
سرور و مستی کا عالم تھا معلوم ہوتا تھا کہ انوار کی بارش
ہو رہی ہے اور نور کے دھاروں میں بہا جا رہا ہوں الفاظ
میں بیان نہیں ہو سکتا۔ یہ کسی کی چشم کیمیا صفت و تصرفات
کے اثرات تھے۔ حضرت کی بے شمار کرامتوں میں دو اہم
کرامتوں کا ذکر کرنا ضروری ہے، تصوف میں نسبت اور تصور
اہم معاملات ہیں اور یہ تصوف کی جان ہیں دونوں کا سبق
حضرت نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی غائبانہ طور پہ دیا اس
وقت اس کی اہمیت کا مجھے اندازہ نہیں تھا لیکن جیسے
جیسے وقت گزرتا جاتا ہے اور سمجھ بڑھتی جاتی ہے
معلومات میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ کھل کر تفصیل کے
ساتھ لکھنا مناسب نہیں ہے

دیدار کے قابل تو کہاں میری نظر ہے
یہ تیری عنایت ہے جو رخ تیرا ادھر ہے

آخری ایام

پنشن کے بعد عمر کے آخری چند سال لیے کیف و بے نور جیسے مادیت اور روحانیت کی کشمکش، تفکرات کے سیاہ بادل، ذہنی الجھنوں اور پریشانیوں کا شکار، صبح سے شام تک معاشی مصروفیات، غفلت پستی اور بے شمار کوتاہیاں، ابلتے ہوئے سوتے، بہتے ہوئے چشمے، کبھی خشک کبھی بند، دل درد و عشق سوز و ساز غم و مسرت امید و مایوسی کا آماجگاہ !
نظر کرم، چشم عنایت ایسی کہ یاد آتے ہی آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں، دل ہلکا ہو جاتا ہے۔ مشکلات، پریشانیاں چشم زدن میں کافور ہو جاتی ہیں جس طرح کسی جال کی گرہیں بیک وقت کھل جاتی ہیں۔ دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے مسرت کی کرنیں نمودار ہو جاتی ہیں ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ نظر کرم، چشم عنایت ٹکٹکی باندھے میری طرف مسلسل مائل بہ کرم ہے اور ہم خواب غفلت اور بحر ظلمت میں غوطہ زن ہوں۔ قبض و کشاد کی دو پر ہیں دونوں پرواز اور اڑان کو اور اونچا لے جانے میں معاون ہوتے ہیں۔

نظر رکھ اس کی رحمت پر نہ گھبرا ڈوبنے والے
اسی دریا میں طوفاں ہے اسی میں اس کی رحمت ہے

پھرتا ہے مارا مارا کراچی میں اب سہیلؔ
کچھ فرق اب رہا نہ فقیر اور شاہ میں

بر لوح بر مزار ما۔
سہیلؔ خستہ جاں بھی کشتۂ حسنِ یار تھا
راہِ وفا میں جان دی عاشق تھا زندگی گئی

بارگاہِ ایزدی میں دعا کرتا ہوں کہ اپنے حبیبؐ کے صدقے میں ساتھ ایمان کے میرا خاتمہ ہو اور زبان پر کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ جاری رہے آمین ثم آمین

یا محمدؐ جب کہ میں سویا کروں
تم مجھے دیکھا کرو یا میں تمہیں دیکھا کروں

بندہ درگاہ سید شہاب الدین سہیلؔ قادری چشتی شکوری رح

نکات اسرار و رموز

(۹۳)

روز و شب ہے وظیفہ مرا یا شکور رح

نور سے نور پیدا ہوا تو ہے نور — شمع سے شمع جلتی ہے وہ بھی ہے نور
ماہ خورشید سے لیتا ہے اپنا نور — جلوۂ حق کا لاریب تو ہے ظہور
یا شکور رح یا شکور رح یا شکور رح یا شکور رح

آئینہ میں عیاں شکل آتی نظر — آئینہ عین صورت نہیں ہے مگر
عکس کوزے کے پانی میں ہے بحر بر — سارا عالم اسی نور کا ہے ظہور
روز و شب ہے وظیفہ مرا یا شکور

پانی پانی ہی ہے شکل ہوتا نہیں — آئینہ آئینہ عین صورت نہیں
یہ حلول نہیں ذات بھی یہ نہیں — رمز یہ سمجھے جس کو خدا دے شعور
روز و شب ہے وظیفہ مرا یا شکور رح

شمع سے شمع جلنے سے گھٹتی نہیں — شکل خورشید کی بھی بدلتی نہیں
ذات بندے کی بھی کچھ بدلتی نہیں — ترے لطف و کرم سے ملا یہ شعور
یا شکور رح یا شکور رح یا شکور رح

بندہ بندہ ہے خدا ہے خدا ذات میں — آپ تو آئینہ و ماہ ہے ذات میں
کچھ تغیر نہیں ذات کی ذات میں — وہ سمجھے نہیں جن میں ہے الفت کا نور
روز و شب ہے وظیفہ مرا یا شکور رح

آپ نور علی نور ہیں یا شکور رح — آپ کی یاد سے دل ہوا نور نور
کس نظر سے پلائی شراب طہور — سامنے آگیا جلوۂ کوہ طور
روز و شب ہے وظیفہ مرا یا شکور رح

آپ سے آنکھ میری لڑائی کیا حضور — شیشۂ دل مرا ہو گیا چور چور
آنکھیں روشن ہوئیں دل میں امنگ — دل کی دنیا بدل دی مری یا شکور رح
یا شکور رح یا شکور رح یا شکور رح

تھا حقیقت سے میں بھی بہت دور دور — آپ نے مجھ کو بخشا ہے تصور کا شعور
کر رہا ہوں یہ پرخار گھاٹی عبور — اب سنبھالو سنبھالو مجھے یا شکور رح
یا شکور رح یا شکور رح یا شکور رح یا شکور رح

گرچہ رہتا ہوں میں آپ سے دور دور — پاس رہتے ہو ہر دم مرے یا شکور رح
آرزو ہے سہیل حسن کی حضور — مرتے دم تک زباں پہ رہے یہ ضرور
یا شکور رح یا شکور رح یا شکور رح یا شکور رح

(۹۴) منقبت در شان خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری غریب نوازؒ

سراپا نور وحدت ہیں معین الدین اجمیری — خدا کی شان رحمت ہیں معین الدین اجمیریؒ
شہنشاہ ولایت ہیں معین الدین اجمیریؒ — مہِ راہ ہدایت ہیں معین الدین اجمیریؒ
وہی تو نادرے عثمان ہارونی کے ہانی ہیں — وہی شمع طریقت ہیں معین الدین اجمیریؒ
فرید الدینؒ قطب الدینؒ کاکی کو نوازا تھا — مجسم خود کرامت ہیں معین الدین اجمیری
ہے سرکار مدینہ نے انہیں ہندوستاں بھیجا — محمد کی عنایت ہیں معین الدین اجمیریؒ
ہوا اسلام زندہ ہند میں خواجہ ہی آمد سے — بدشاہ رسالت ہیں معین الدین اجمیریؒ
ہیں قرباں آپ نے تاریک سینوں میں ضیا بخشی — سراپا نور وحدت ہیں معین الدین اجمیریؒ
عجب کیا ہے کہ ہر سو مہر تاباں بن کے چمکے — کہ خود مائل بہ رحمت ہیں معین الدین اجمیریؒ
کہیں روکا نہیں جاتا ہے دریائے بخشش — یہ وہ بحر عدالت ہیں معین الدین اجمیریؒ
غم و آلام سے ہم کو چھڑانے آپ آئے ہیں — درِ تاج شفاعت ہیں معین الدین اجمیریؒ
رضائے شکوریؒ ہوں ہم انہیں کے در پہ بیٹھا ہوں — سراپا لطف و رحمت ہیں معین الدین اجمیریؒ

شکوریؒ فیض نے بخشا مجھے بھی تخت کا سایہ
مرے پیر طریقت ہیں معین الدین اجمیریؒ
سہیل ناتواں کو بھی توانا آپ نے کیا کیا
شہنشاہ ولایت ہیں معین الدین اجمیریؒ

تمت بالخیر

اس کتاب کو پڑھنے سے عوام الناس بالخصوص اہلِ طریقہ
مستفید ہونے کی توقع ہے کیونکہ ہر ایک شعر حُبِ رسول اور نسبتِ اہل
کا مرقع ہے اور جذبۂ محبت کو بیدار کرنے والا ہے جس کا حصول کامل
ایمان کے لئے ضروری ہے۔ بمصداق:۔

ترجمہ آیت شریف:۔ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے
ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔

ترجمہ حدیث شریف:۔ کوئی شخص تم میں سے مومن نہیں ہو سکتا
جب تک کہ مجھ سے اپنے والدین۔ اپنی جان اولاد اور تمام لوگوں
سے زیادہ محبت نہ کرے۔

عارف رومیؒ:۔

چوں تو ذاتِ پیر را کردی قبول ۔ ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

قبل ازیں مصنف موصوف نے بزرگان عظام کے حالات
زندگی کے متعلق ایک کتاب "ضیاء الاولیاء" کی تالیف
کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقہ میں ہر مسلمان کو فیضیاب
ہونے کی توفیق بخشے اور مصنف موصوف کو جزائے خیر عطا
فرمائے۔ آمین ثم آمین

اعجاز احمد شکوری عفی عنہ
J/216 — C
آریہ محلہ۔ راولپنڈی
۵ نومبر ۱۹۸۲ء

نوٹ۔ ضیاء الاولیاء آپ
کی منتظر ہے۔

ضروری اعلان

الحمد اللہ غنچہ شکوری پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا ہے آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں، ہمارا مقصد منافع خوری نہیں بلکہ تبلیغ ہے، اسی لئے اس کا ہدیہ بھی کم رکھا گیا ہے، صاحب استطاعت سے التماس ہے کہ وہ کم سے کم دس کتابیں خرید کر مفت تقسیم کریں۔ ہم ان سے دس کتابوں کا ہدیہ صرف پچیس -/25 روپے وصول کریں گے اس رعایت سے فائدہ اٹھا کر ثواب دارین حاصل کریں جزاک اللہ

بندہ درگاہ

حاجی رشید احمد قریشی رؤفی شکوری

معذرت

میری کوتاہیوں کی وجہ سے "غنچۂ شکوری" کی اشاعت میں کافی دیر ہو گئی جس کی معافی چاہتا ہوں،

بندہ درگاہ الحاج رشید احمد قریشی رؤفی شکوری